درس حدیث

محمد اظہر مدنی

مغرب سے قبل دو رکعت

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی (فرض) نماز سے قبل دو رکعت پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۸۳۶)

ایک دوسری روایت میں ہے: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی نماز سے پہلے نماز (دو رکعت) پڑھو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا: جو چاہے۔ (صحیح بخاری)

مغرب کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت نماز کی بابت صحیح بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، جب مدینہ منورہ میں مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستونوں کی جانب جلدی کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ مسجد میں کوئی اجنبی داخل ہوتا تو دو رکعت نماز پڑھنے والوں کی کثرت تعداد کی وجہ سے اس کو (مسجد کا سماں دیکھ کر) ایسا لگتا کہ مغرب کی نماز ختم ہوگئی ہے۔

ہندوستان میں اس سنت پر بہت کم عمل ہو رہا ہے۔ یہ سنت اتنی متروک ہو چکی ہے کہ اگر کوئی مغرب کی نماز سے قبل ان دو رکعتوں کو پڑھتا ہے تو اس سنت سے ناواقف دیگر نمازی تعجب بھرے انداز سے دیکھتے ہیں کہ کون ہے جو فرض نماز سے قبل نماز پڑھ رہا ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ لوگوں کو تعجب اس لئے ہو رہا ہے کہ اس سنت کے بارے میں تعجب سے دیکھنے والے کو معلومات نہیں ہے اور ان روایتوں کے بارے میں ایسے لوگوں کو جانکاری نہیں ہے، جن میں اس نماز کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ مغرب کی فرض نماز سے قبل یہ نماز کئی اعتبار سے نمازیوں خاص کر مسبوق کے لئے وضو کے لئے وقت فراہم کرتی ہے، ایک تو سنت پر عمل ہو رہا ہے، دوسرے ان لوگوں کو فرض نماز کے لئے جماعت سے پڑھنے کا موقع مل جائے گا، جو اذان ہونے کے بعد وضو کی شروعات کرتے ہیں جیسا کہ اب یہ ہر جگہ معمول بن چکا ہے۔ اس طرح سے کم سے کم مصلی مسبوق رہیں گے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جماعت مل جائے گی۔ تحقیق کا جذبہ ہر مسلمان کے پاس ہونا چاہئے، اپنی مساجد کے ائمہ اور خطباء سے نمازوں کے مسائل کے بارے میں استفسار کرتے رہنا چاہئے، نہ پوچھنے سے نماز کے بہت سے مسائل نمازیوں سے پوشیدہ رہتے ہیں اور جب کوئی ان احکام و مسائل پر عمل کرتا ہے تو دیکھنے والے کو تعجب ہوتا ہے، جبکہ سنت کو زندہ کرنے یعنی اس پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

روایت کے مطابق صلاۃ مغرب سے قبل دو رکعت نماز کی پر زور تاکید نہیں ہے، لیکن عہد صحابہ، تابعین عظام اور ائمہ عظام فرائض اور سنن کا اہتمام اس انداز سے کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ نوافل ادا کر رہے ہیں یا فرائض ادا کر رہے ہیں۔ نوافل کی بھی بڑی اہمیت و فضیلت ہے اور یہ عبادت کی ترغیب ہے جو ادا کرے گا وہ اللہ سے مزید قریب ہوگا اور جو نہیں ادا کرے گا وہ ثواب سے محروم رہے گا۔ ایک روایت میں نفل نماز کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے، حدیث قدسی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کہتا ہے کہ بندہ کا فرائض کے ذریعہ میری قربت حاصل کرنا مجھے بہت زیادہ پسند ہے اور کوئی بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ میری قربت حاصل کرتا رہتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح سے دوسری روایتوں میں بھی نفل نمازوں کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھی لوگوں کو متروک سنتوں کو زندہ کرنے اور فرض نمازوں کے ساتھ نفلی نمازوں کا بھی اہتمام کرنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے، وصلی اللہ علی النبی۔

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
قربانی کی اہمیت وفضیلت اور مقصد ۱۰
آزمائشوں کا نام ہے قربانی! ۱۲
عشرہ ذی الحجہ کے احکام ومسائل ۱۳
عیدالاضحیٰ کی نماز کے مختصر احکام ومسائل ۱۶
سنن ونوافل فضائل واحکام ۲۱
رپورٹ مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ۲۵
جماعتی خبریں ۳۰
اپیل ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ______ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ______ ۷/روپے
پاکستان ______ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶ ۱۱۰۰۰
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

تحفظ کرامت انسانی قرآن کریم کی زبانی

ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کے سارے انسان بحیثیت انسان لائق احترام واکرام ہیں۔ یہ کرامت وشرافت اور حرمت اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو دے رکھی ہے اور یہ مسلّم ہے۔ البتہ ان میں سب سے زیادہ باعزت اور لائق تعریف و تحسین اور احترام واکرام کا مستحق بندہ مومن ومتقی، اللہ جل شانہ کو ماننے والا، اس کی مرضی کے مطابق چلنے والا اور اس کے حکم کی تعمیل کرنے والا ہے۔ اللہ جل شانہ کے یہاں احترام واکرام کے لائق وہی انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک، مدبر وکارساز اور معبود برحق ماننے کے ساتھ ساتھ اس کے اوامر کو اس کی مرضی کے مطابق ادا کرے۔ ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا “(الاسراء:۷۰)”یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سے مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی“ کے ذریعہ انسان کو اس کا مقام دے کر اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اسی کے سر ڈال دی ہے۔ ”اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً “(البقرہ:۳۰)”میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں“ کے ذریعہ اس کی عزت واکرام کو اجاگر کر دیا ہے اور اس کی ڈیوٹی وذمہ داری بھی بتا دی ہے۔ کہیں حضرت انسان اپنا یہ منصب ومقام خلافت کو بطور خلیفہ کھو نہ دے، اس لیے اس کی حفاظت کرنے اور اسے اور زیادہ پروان چڑھانے کے لیے اس نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور ان میں صحیح ہدایات دیں کہ اس کو کہیں اور کسی طرح کا کوئی خوف لاحق نہ ہو، اس کو کوئی غم نہ ستائے اور نہ وہ عقلی گھوڑے دوڑائے اور پوری دنیوی، اخروی اور برزخی زندگی امن وسکون اور خوبصورتی سے گذر جائے۔ ان ہدایات، احکام اور پیغام کو پہچانے کے لیے سب سے سچے، سب سے اچھے، سب سے اعلیٰ نمونہ، لائق اتباع اور سوپر آئیڈیل رسول بھیج کر اس کو ممنون ومشکور فرمایا جس کی آخری کڑی سراپا ہدایت ورحمت اور نعمت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۱۰۷)”اور ہم نے آپ کو تمام جہاں والوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے“ اور فرمایا ”فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

هُدَایَ فَلاَ خَوُفٌ عَـلَيُهِـمُ وَلاَ هُمُ يَحُزَنُوُن ''(البقرہ:۳۸)''جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں''۔

کہتے ہیں کہ'' سرخرو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد''۔ اللہ جل شانہ نے حضرت آدم ابوالبشر علیہ الصلوۃ والتسلیم کو اس زمین کی خلافت عطا کرنے سے پہلے ہی جتا دیا تھا اور اس کا نشیب و فراز جنت میں ہی سمجھا دیا تھا اور جنت جیسی جگہ میں زمین کی ایک پیدوار کے مشابہ شجرہ ممنوعہ کے استعمال کے سلسلہ میں یا صرف عام مخلوق میں سے کسی ایک کے ساتھ تعامل میں ادنیٰ بے احتیاطی، بھول اور نسیان پر نوٹس لے کر آگاہ کر دیا تھا کہ اب اپنے مقام و مرتبے اور انسانی زندگی کو کس طرح شرافت و نظافت اور خوبی سے جینا ہے۔ زمین میں رہ کر ہمارے جد امجد آدم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور دادی حوا علیہا السلام نے ایسی طویل زندگی گذاری اور زمین کو اس طرح شاد و آباد کیا کہ اس میں کہیں سے کوئی ادنیٰ کمی و زیادتی نظر نہیں آتی جو شرافت انسانی اور حیات ربانی کے منافی ہو۔ سچ ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جو فرشتے حضرت انسان کے دنیا میں وجود ہی کو باعث شر و فساد اور قتل و خونریزی تصور کرتے تھے اور جن کے پہلے انسان ہی کے سلسلے میں اندیشے تھے وہ بھی اس کی شرافت و نجابت کے بایں طور قائل ہو گئے تھے کہ گویا آدم خاکی بتوفیق الٰہی:

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جایئے
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

فرشتے تو اس کے پہلے قول و کردار سے ہی لاجواب ہیں اور انسان مسجود ملائک ہے اور جس مخلوق نے اس کے سجدے کے حکم سے ادنیٰ سرتابی کی وہ راندہ درگاہ ہو گئی اور ہمیشہ کے لیے دھتکار دی گئی ۔

اے حضرت انسان تیری عظمتوں کو سلام اور تو ہے سرور و فخر انام۔ اس دنیا میں بھی فرشتے قطار اندر قطار حضرت انسان کے لیے آسمانوں سے اتر رہے ہیں، جب تک انسان اپنی اصل پر باقی رہے گا ایسا ہوتا رہے گا۔ دین و ایمان اور اس کی معرفت اور اس کے علم کا ادنیٰ اول و آخر اور اہم تقاضا ہے کہ انسان رحمان کا ہو کر رہے، اس کی مخلوق خصوصا انسان کے ساتھ ہر طرح کا رحم و کرم کرے۔ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور مدرسہ غار حرا میں آپ کو جو پہلا سبق پڑھایا گیا تو اس میں انسانیت کا درد ہی چھلکتا نظر آ رہا تھا اور انسانیت اور خلق خدا کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی بھلائی کی بات رب کی رضا جوئی کی خاطر سنائی جا رہی تھی اور اس سنگین حالت میں تسلی بھی روزوں نمازوں کے سلسلے میں نہیں دی گئی کہ آپ ہر وقت سجدہ ریز رہتے ہیں، بلکہ یوں بتایا گیا کہ آپ انسانیت کے مسیحا ہیں، غریبوں کے ماوی، یتیموں کا ملجا، مظلومین کے فریادرس، مسافروں اور مہمانوں کی عزت و تکریم کرنے اور پناہ دینے والے، مصیبت میں غیروں کے کام آنے والے ہیں۔ خطا کار سے در گذر کرنے والے، قبائل کو باہم شیر و شکر کرنے والے، بچھڑے ہوئے خواہ اپنوں سے ہوں خواہ غیروں سے ہوں، خواہ ان کے خالق حقیقی سے ہوں یا مخلوق خصوصا انسان سے ان کو ان کے رب اور بندوں سے ملانے والے، رب اور اپنے ہی جیسے روٹھے، چھوٹے انسانوں، بھائیوں اور لوگوں کو منانے والے اور انسان تو انسان جانوروں حتی کہ پلید کتوں اور خونخوار جانوروں تک پر رحم و کرم کرنے والے ہیں۔ حتی کہ جانی دشمن بھی جو پورے جوش اور پلاننگ سے خود آپ ہی کو ختم کر دینے کے ارادے سے آتا ہے اور عین حملے کے وقت موم بن جاتا ہے، آپ کا گرویدہ و غلام بے دام بن جاتا ہے اور رب کریم کا بندہ اطاعت شعار و ایماندار بن جاتا ہے۔ اب خون بہانے پر آمادہ انسان ساری انسانیت کے خون بچانے کا ضامن بن جاتا ہے، اب اس کا وجود، اس کی کوششیں اور اس کا سب کچھ اللہ جل شانہ کی خاطر ہو جاتا ہے اور وہ ساری دنیا کے لوگوں کے لیے مسخر کر دیا جاتا ہے۔

دراصل اسلام میں انسانیت کا یہی مرتبہ و مقام اور اس کا یہی کام ہے کہ ''کام آئے دنیا میں انساں کے انساں'' اور ساری مخلوقات کا بھلا ہو۔ چونکہ اسلام دین فطرت ہے اور انسانیت، نظام قدرت، مکافاتِ عمل اور جزاء و سزا پر یقین رکھتا ہے اور یہ عدل و انصاف کا عین تقاضا بھی ہے۔ اسلام کی لاکھ انسانیت نواز تعلیمات اور انسانیت نوازی کے ہزار جتن کے باوجود اگر خلق خدا کے ساتھ زیادتی ہو جاتی ہے اور انسان کے اندر کی ایک دوسری قوت بہیمیہ نفس امارہ اس کی قوت ملکیہ اور نفس لوامہ و مطمئنہ پر غالب آ جاتی ہے تو وہ انسان اپنی حقیقی شرافت و کرامت کو کھو دیتا ہے اور اختیارات جو اس کے لیے باعث فخر اور اعزاز تھا جب اس کا بیجا استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے تو زمین فساد اور بگاڑ سے بھر جاتی ہے۔ ایسے میں زمین میں مزید توازن خیر و شر نہ بگڑ جائے عدل کا ترازو رکھا جاتا ہے اور مظلوم و مقہور، متاثر انسان اور مخلوق کو اس کا موقع دیا جاتا ہے کہ وہ جینے کا حق حاصل کرے اور مزید ظلم کا شکار نہ ہو۔ چنانچہ مظلوم کو فطری تقاضوں کے مطابق مقتول کے اولیاء کو قوت و استطاعت عدالت و حکومت کے ذریعہ عطا کر دی جاتی ہے کہ وہ اپنا، اپنے بھائی کا، اپنی ذریت کا اور اپنے لوگوں کا بدلہ اس

طرح سے لے کہ جو توازن قاتل وظالم نے بگاڑنے کی کوشش کی تھی اس میں مزید سرکشی نہ پیدا ہوجائے اور مظلوم مزید ظلم وخوف کی چکی میں پس کر حوصلہ نہ ہار جائے اور مایوسی کی زندگی اس کا مقدر نہ ہوجائے، گرد وپیش اور دیگر عوام واقوام پر دہشت طاری نہ ہو اور نہ جنگل راج قائم ہونے سے بدامنی اور بے اعتمادی پیدا ہوکر زمین شر وفساد کا مرکز بن جائے۔ لیکن ساتھ ہی مقتولین و مظلومین کے اولیاء کو تاکید کی گئی کہ وہ بدلہ لینے میں اور حساب چکانے میں ذرہ برابر بھی زیادتی نہ ہونے دیں اور ظلم کا بدلہ لیتے لیتے اور اس کی شناعت وقباحت کو ختم کرتے کرتے انصاف اور بدلہ کے نام پر مزید دوسری طرف وہی ظلم والا کام سرزد نہ ہوجائے۔ دنیا والو! ذرا اس احکم الحاکمین اور خالق حکماء عالمین کے اس حکمت وعدل پروری اور دین وقانون کو پڑھو اور دین اسلام کے دین فطرت اور عدل وانصاف ہونے پر سو سو جان سے قربان ہونے کا سامان وایقان کرو۔''

وَلا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلاَ یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا

''(الاسراء:۳۳)''اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کردیا ہے ہرگز ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہئے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے بیشک وہ مدد کیا گیا ہے''۔

انتہائی افسوس کا مقام اور حیرت واستعجاب کے سمندر میں ڈوب جانے کا وقت ہے کہ جو اسلام سخت ہیجانی دور میں، انتہائی مایوسی کے عالم میں اور حد درجہ جوش اور شعلہ انتقام میں جل رہے انسان کو مکمل کنٹرول اور قابو میں رہنے کی تلقین وتاکید کرتا ہے اور مکلّف بناتا ہے کہ دشمن جانی وایمانی جو اس پر پیہم، مسلسل اور سخت حملہ آور ہو اور اس کے خلاف برسر جنگ وپیکار ہو اور جو میدان کارزار میں اس بندہ مومن کے خلاف اپنے حصے کا سارا زور صرف کر چکا ہو لیکن اگر وہی دشمن جانی وایمانی بندہ مومن کے جوابی حملے کی تاب نہ لاکر صلح واسلام کا طالب بن چکا ہو تو وہ اس پر مزید وار کرنے سے اپنا ہاتھ روک لے اور اب جو اس کو موقع اور چانس ملا ہے اس کو چھوڑ دے۔ حتی کہ اس دشمن نے اگر زیادتی کی ہے، شہیدوں کا مثلہ کیا ہے، بوڑھوں، بچوں، عورتوں، اماموں اور عابدوں کو تہہ تیغ کردیا ہے تب بھی وہ انتقام اور بدلے کے نام پر اس کے بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور پروہتوں کے ساتھ ہرگز زیادتی نہ کرے خواہ اس کے پاس قرآئن محقق ومستیقن ہوں کہ اس نے یہ صلح واسلام لانے کی چال جان پرآن پڑنے کی وجہ سے چلی ہے، تب بھی اس کے لیے جائز نہیں کہ ان واروں کا وہ بدلہ لے۔ اسلامی عدالت بھی اس کے خلاف کوئی شنوائی نہیں کرے گی، بلکہ اس زیادتی کے مرتکب کو پھٹکار لگائے گی اور سرے سے عرضی خارج کردے گی اور ''هل شققت قلبه'' جیسے الفاظ سے اس کی سرزنش کرے گی۔

افسوس اور آہ کی انتہاء اس وقت ہونے لگتی ہے جب اسلام کے اصولوں اور دفعات کو اسلامی شدت پسندی اور خونخواری کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو بذات خود خونریزی کرنے والوں اور فساد برپا کرنے والوں کا جواب دینے کے وقت بھی ان کو حدود وقیود اور مکمل ڈسپلن کی پابندی کی تلقین کرتا ہے اور جنگی واخلاقی حالات میں انسانیت اور عدل پروری کی تاکید کرتا ہے اور اخلاقی وقانونی بلکہ جانی وایمانی طور پر مکلّف کرتا ہے کہ وہ اس انتہائی برانگیختہ کرنے والے حالات میں بھی آپے سے باہر نہ ہو اور ادنٰی زیادتی نہ کرے اور نہ ہونے دے۔

اب جو اس کو منصور ومظفر بنایا گیا ہے اور حاکم وقت اور قانون نے اسے اپنے مقتول کے بدلہ کا جو موقع دیا ہے اور وہ قاتل معاف نہ کرسکا ہے اور اس نے بدلہ لینا ہی ناگزیر جانا ہے تو وہ اس قانون اور عدالت وحکومت کے ذریعہ دیے گئے پاور کا بے جا استعمال نہ کرے اور اس میں زیادتی ذرہ برابر بھی نہ ہونے دے۔

قرآن کریم اور حدیث شریف میں جتنے مواقع قتال اور جنگ وجدال کے آئے ہیں ان پر ایماندارانہ غور وفکر اور اس کے اسباب کا صحیح پتہ لگانے سے انسان کو اسلام کی عدل گستری، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انصاف پسندی اور انسانیت نوازی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عفو ودرگزر سے پُرعملی زندگی کا معترف ہونا پڑتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اپنے دشمنوں کے پیہم اور ظالمانہ حملوں کے مقابلے میں رحمت ورافت کا مظاہرہ کیا؟ جس کو دیکھ کر انتہائی ہٹ دھرم دشمن بھی اسلام کی انصاف پسندی، رواداری اور انسانیت نوازی کا قائل ہوجاتا ہے۔ تم ذرا مکہ میں مسلمانوں کی مظلومیت کی داستان طویل وعریض اور ان پر ہونے والی ستم رانیوں کے واقعات کثیر وعظیم کو سامنے رکھو کہ کس طرح ان کا عرصہ حیات تنگ کیا گیا؟ شعب ابی طالب میں محصور کیے جانے سے لے کر گلی کوچوں میں باندھ باندھ کر مارے جانے اور نت نئے مظالم ڈھائے جانے تک کی خونچکا داستان پر نظر ڈالو، پھر اپنا گھر بار اور سب کچھ قربان کر کے مدینہ میں پناہ لینے والے بے سروسامان اور خانماں برباد مسلمانوں پر بار بار احزاب اور ان پر عرب کے تمام جتھوں کے ساتھ صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کے ارادے سے

کئے گئے لوگوں کے حملوں اور ظلم وعدوان کو سامنے رکھو اور پھر دیکھو کہ وہ کس طرح کے سنگین ترین وقت میں دفاعی جنگ قلت تعداد اور کسمپرسی کے عالم میں ’’مرتا کیا نہ کرتا‘‘ اضطراراً لڑ رہے تھے؟ اس کو تم کیسے قتل دہشت گردی اور ظلم و خونریزی سے جوڑتے ہو؟۔ پھر تو تم ایک ایسی دنیا میں رہنے کا خواب دیکھتے ہو جس کا تعلق فطرت اور حقیقت سے ہے ہی نہیں۔ ایسے میں تم دنیا والو! اپنے عدل ومساوات، انصاف، رواداری اور ساری دنیا میں ترقی یافتہ اور مہذب ہونے کا ڈھول کیوں پیٹتے ہو؟ ساری دنیا کی توانائی، طاقت وقوت اسلحہ جات، بم و بارود اور ایٹم بم کے ذریعہ اور نیوکلیائی ہتھیاروں کی جھنکاروں اور چنگھاڑوں سے دنیا بھر کو دھمکاتے پھرتے ہو اور طاقت کے بل پر دنیا میں بظاہر امن قائم کرنے کا ڈھونگ اور سوانگ کیوں رچاتے ہو؟

سنو! اسلام نے جنگ کے جو اصول وضوابط اور جنگی قواعد وآداب بتائے ہیں ان کا تصور دنیا کر ہی نہیں کرسکتی اور اگر اس کے پاس اس حوالے سے دکھانے کے لیے کچھ ہے بھی تو اسلام کا چربہ اتارا ہوا ہے اور بس۔ دیکھو قرآن کہتا ہے۔ ’’وَالَّذِیْنَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنتَصِرُونَ (39)وَجَزَاء سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا یُحِبُّ الظَّالِمِیْنَ (40)وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُوْلَئِکَ مَا عَلَیْهِم مِّن سَبِیْلٍ (41)إِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُونَ النَّاسَ وَیَبْغُونَ فِی الْأَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ أُوْلَئِکَ لَهُم عَذَابٌ أَلِیْمٌ (42)وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (43)‘‘(الشوریٰ: ٣٩-٤٣) ’’اور جب ان پر ظلم (وزیادتی) ہو تو وہ صرف بدلہ لے لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، اور جو معاف کردے اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، (فی الواقع) اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر (الزام کا) کوئی راستہ نہیں۔ یہ راستہ صرف ان لوگوں پر ہے جو خود دوسروں پر ظلم کریں اور زمین میں ناحق فساد کرتے پھریں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور جو شخص صبر کرلے اور معاف کردے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے (ایک کام) ہے۔

ایسے سخت حالات اور جذبات واشتعال انگیز اوقات میں جانی دشمنوں کو معاف کرنے اور فسادیوں کے فساد کے مقابلے میں صلح ومصالحت کا رویہ اختیار کرنے کو اجر آخرت جو بندہ مومن کا سب سے بڑا مقصود ہے اور مرضی مولیٰ اور خوشنودی اللہ جل جلالہ کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے اور یہی معنی جہاد فی سبیل اللہ کے ہیں۔ حاکم وقت سے تمغہ وایوارڈ حاصل کرنا احکم الحاکمین اور رب العالمین سے اجر حاصل کرنا ہے۔ پھر غور کرو کہ ایسی مظلومیت اور مقہوریت کے عالم میں مظلوم کو تاکید کی جارہی ہے کہ زیادتی نہ ہونے پائے۔ جہاد فی سبیل اللہ ہے تو ظلم کا تصور کہاں؟ اگر جوش انتقام میں اور خوفناک مقام جنگ میں اگر ادنیٰ زیادتی سرزد ہوگئی اور ریاکاری ودنیاداری آگئی تو جہاد نہ رہا۔ بلکہ اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ناراضگی کا سبب بن گیا اور اجر کے بجائے **ان اللہ لا یحب الظالمین** کی وعید شدید کا مرتکب ہوگیا۔ پھر اس کے بعد غور کرو کہ آگے اس سے بھی بڑی بات کہی جارہی ہے کہ صبر وبخشش ومعاف کردینے والے ہی ہیرو ہیں اور عزم وحوصلہ کے کارنامے انجام دینے کے کام یہی ہیں۔

اگلی آیت پڑھو کہ مومنین ومظلومین کے جس جہاد فی سبیل اللہ کو تم قتل و غارت گری قرار دیتے ہو اور مظلوم سے حق دفاع بھی چھین لینا چاہتے ہو اس میں مظلوم قوم کو کیا حکم اور تعلیم ہے۔ ’’وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْکِتَابِ لَوْ یَرُدُّونَکُم مِّن بَعْدِ إِیْمَانِکُمْ کُفَّاراً حَسَداً مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُواْ وَاصْفَحُواْ حَتَّى یَأْتِیَ اللّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللّهَ عَلَى کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ‘‘(البقرہ:١٠٩)’’ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہوجانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے‘‘۔

تم انتقام اور بدلہ کی بات کرتے ہو۔ یہ آیت کریمہ بھی پڑھو۔ صرف اس میں لفظ قتال وجدال پر بھڑک نہ جاؤ۔ دراصل تمہاری بیماری یہ ہے کہ تم اسلام کے حدود وقصاص جس میں امن ہی امن، زندگی ہی زندگی، راحت ہی راحت ہے اور ’’وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ‘‘ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ‘‘ (البقرہ:١٧٩) ’’عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اس باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے‘‘ جیسی خوشخبری ہے، جس کے رو سے قتل کا بدلہ قتل سن کر جنونی قاتلین کے بھی ہوش ٹھکانے لگ جاتے ہیں اور اقدام قتل نہیں کرتے۔ مگر تم کو یہ قانون کٹھور نظر آتا ہے۔ عقل وخرد سے مزین لوگوں سے باری تعالیٰ مخاطب ہے کہ اگر واقعی عقل وخرد کے مالک ہو تو ذرا اسلام کے نظریہ جہاد وقتال پر غور کرو: ’’وَقَاتِلُواْ فِی سَبِیْلِ اللّهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُونَکُمْ وَلاَ تَعْتَدُواْ إِنَّ اللّهَ لاَ یُحِبِّ الْمُعْتَدِیْنَ ‘‘(البقرہ:١٩٠)’’ لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے

ہیں جہاد کرو اور زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا‘‘۔

ظلم و زیادتی والی دنیا میں جیتے ہو اور پریشان ہو تو سنو! ارشاد ہے: ’’الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُواْ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُواْ اللّهَ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ‘‘(البقرہ:۱۹۴)’’حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں ادلے بدلے کی ہیں جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے‘‘۔

اور یہ دیکھو کیا کہا جا رہا ہے۔’’ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’أَلاَ تُقَاتِلُونَ قَوْماً نَّكَثُواْ أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّواْ بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَؤُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤُمِنِينَ ‘‘(التوبہ:۱۳)’’تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے کیوں تیار نہیں ہوتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کی فکر میں ہیں اور خود ہی اول بار انہوں نے تم سے چھیڑ کی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایمان دار ہو‘‘۔

اس آیت سے تم چیں بجیں ہو جاتے ہو، تم خود کو سو سو جان سے قربان ہونے کو تیار پاؤ گے اگر انصاف اور غور سے پڑھو گے، ارشاد ہے۔’’وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ‘‘ (التوبہ:۳۶)’’اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے‘‘۔

مظلومین کی حمایت میں اور دفاعی جنگ ظلم کے خلاف ہے۔ اس کے بارے میں جانو۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ مگر یہ تمہاری منمانی تمہاری بے ایمانی نہ بن جائے۔

ارشاد ہے: ’’أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ. الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحج:۳۹-۴۰)’’جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں۔ بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔ یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی سب ڈھائے جا چکے ہوتے جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے‘‘۔

ایک دوسرے پیرایہ میں اس مظلومیت پر دفاع کے حقوق کو بھی چھین لینے والے بھائیوں کو غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے جو اسلام کے ان اصولوں اور آیات بینات کو غور سے دیکھے بغیر اس کے زریں اصولوں اور کارناموں پر اعتراض دھرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ’’ قَالُواْ وَمَا لَنَا أَلاَّ نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن دِيَارِنَا وَأَبْنَآئِنَا ‘‘(البقرہ:۲۴۶)’’انہوں نے کہا بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے؟ ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں اور بچوں سے دور کر دیئے گئے ہیں‘‘۔

اسلام تو بلا تفریق مذہب و رنگ و نسل ساری انسانیت سے مل کر رہنے ،قومی یکجہتی قائم رکھنے، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک و سہیم رہنے، بلکہ تعاون علی البر والتقوی اور عدم تعاون علی الاثم والعدوان کا حکم دیتا ہے، ظلم و طغیان کو ملک و معاشرے سے ختم کرنے کے لیے خالص غیر مسلم معاشرہ اور غیر مسلم بھائیوں سے مل کر بلکہ بڑھ چڑھ کر انجمنیں قائم کرنے ، پرامن ملک و معاشرہ کو تشکیل دینے اور قومی و بین الاقوامی ادارے قائم کرنے کا قائل و فاعل ہی نہیں بلکہ اس کا علمبردار ہے، جو سیرۃ الرسول اور اسوہ اصحاب الرسول اور حلف الفضول اور میثاق مدینۃ الرسول سے عیاں ہے اور اس کی ساری تعلیمات انسانیت نواز اس پر شاہد عدل ہیں اور مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہیں۔ دیکھو ارشاد باری ہے: ’’لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (8)إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (9)‘‘(الممتحنہ:۸-۹)’’جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے لڑائیاں لڑیں

اور تمہیں واپس نکالے دیے اور دیس نکالا دینے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ (قطعاً) ظالم ہیں“۔

دیکھو تم اس قتال اور اس کے لفظ سے وحشت پیدا کر رہے ہو تو اولا اسے تم ہی شروع کرنے والے ہو، اس لیے تم ان کو نصیحت کرو، ان پر قدغن لگاؤ اور ظلم و قتال کے فتنہ پیدا کرنے والوں کو روکو، اس پر لفظ سے توحش پیدا نہ کرو کہ اگر یہ کفار و مشرکین اور اعداء دین کے لیے خاص ہے تو اس ارشاد ربانی پر غور کرو جو خالص مسلمانوں کے آپس میں زیادتی کرنے والوں کے لیے بھی یہی الفاظ اور احکام وارد ہوئے ہیں، مقصود مسلم و کافر نہیں ہے بلکہ بغاوت، نفرت، فساد اور ظلم وستم اور قتل و غارت گری ہر جگہ لائق مواخذہ ہے اور دفاعی جنگ کی اجازت ظلم و بغاوت کو فرو کرنے کے لیے ہے خواہ ظلم و بغاوت کرنے والا مسلم ہو یا غیر مسلم، ارشاد ہے۔”وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ “ (الحجرات:۹)”اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسری (جماعت) پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے، لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے“۔

دنیا میں امن قائم کرنے والوں، انسانیت و مساوات کے نام پر مرنے والے بھائیو، عدل پروری کی علمبرداری کرنے والو اور دین فطرت اور صلح و آشتی والے نام و کام مذہب اسلام پر نکتہ چینی کرنے والو سنو! ان مظلوموں کے بارے میں جس کے لیے تم اقوام عالم کو متحد کرنا چاہتے ہو اور بہت سے پلیٹ فارم بھی تیار کر رکھے ہو اور سلگتے مسائل اور دہکتے ہوئے فلسطین، جلتے ہوئے یوکرین اور شام و اعراق اور اقصائے عالم کی سرزمین مظلوموں، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی آہوں کراہوں سے بھر گئی ہیں اور کتنے ممالک بارود اور منحوس جنگ کے دہانے پر کھڑے ہیں، دھمکیوں کے شکار اور لفظی و سرد جنگ اور زیادتی تکرار کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں ان سب میں تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو یا کچھ کرنے سے عاجز ہو اس لیے سنو۔ پڑھو ارشاد ربانی ہے۔”وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيراً “(النساء:۷۵)”بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لیے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لیے خود اپنے پاس سے حمایتی اور کارساز مقرر کر دے اور ہمارے لیے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا“۔

تم باریک چشمے اور دوربین لگا کر اور بڑے کینوس میں فریم کر کے”مالکم لا تقاتلون “کو دیکھتے ہو، اسے پھیلاتے اور بلند و بالا مکان اور وسیع چوراہے پر آویزاں کرتے ہو اور ہوا کے دوش پر ان الفاظ کو اچھالتے اور اڑاتے ہو اور اصل موضوع نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی، نہ جوع البقری نہ توسیع پسندی، بلکہ ان بچوں، عورتوں اور لوگوں پر عرصہ حیات تنگ ہونے والوں کا ذکر تک نہیں کرتے اوروں کی بھلی بات بھی بھاتی نہیں تم کو، اپنی برائی نظر آتی نہیں تم کو۔ آہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اگر حقائق سے اسی طرح چشم پوشی کر کے اور حق کو اسی طرح ناحق کرو گے، خصوصا مسلمات کو جھٹلاؤ گے اور پاک پروردگار کے قانون و کلام کو بٹہ لگاؤ گے تو پھر حسن انجام کیوں کر دیکھ پاؤ گے۔ غلط فہمیوں کی بھی ایک سیما ہوتی ہے۔ ورنہ چاہ کن را چاہ درپیش کے علاوہ”ویمکرون ویمکر الله والله خير الماكرين “اور سب بڑی بات یہ کہ وہ مالک یوم الدین جس نے سزا اور جزاء کے ایک اہم دن اور بدلہ کا اہم وقت متعین کر رکھا ہے اس کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اپنے اپنے کیے کی سزا پاؤ گے۔ مظلومین کی پکار پر تم پوری دنیا میں دوڑ پڑتے ہو۔ یہ اچھی چیز ہے، مگر غور کرو کہ قرآن بھی تو یہی کہتا ہے۔ پھر بھی احتیاطی حکم یہ ہے کہ مظلومین کی مدد ایسی قوم کے خلاف نہ ہو جس سے تمہاری صلح اور عہد و پیمان متاثر ہو۔ ارشاد ہے:”وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلاَّ عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ “(الانفال:۷۲)”ہاں اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے، سوائے ان لوگوں کے کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے“۔

مذکورہ بالا آیات جو ظلم و طغیان کو دفع کرنے اور دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت پر اور بسا اوقات ناگزیر حالات میں حکم پر مبنی ہیں، ان میں دیگر بہت سی وجوہات اور اضطرارات کے قطع نظر عین حالت جنگ میں بھی کہیں یہ ادب سکھایا

گیا ہے کہ ’’فَلاَ یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ‘‘(الاسراء:۳۳) بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرے۔ تو کہیں تعلیم دی گئی ہے کہ ’’فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ‘‘(الشوریٰ:۴۰)’’اور جو معاف کردے اور اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، (فی الواقع (اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا‘‘، کہیں یہ باور کرایا اور درشایا گیا ہے کہ ’’وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ‘(الشوریٰ۴۳)’’اور جو شخص صبر کرلے اور معاف کردے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں (ایک کام) ہے‘‘ تو کہیں عین حالت جنگ میں ’’ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا ‘‘(البقرہ:۱۰۹)’’معاف کرو اور چھوڑ و‘‘ کے ذریعہ عفوودرگزر کا حکم دیا گیا تو کہیں برسرپیکار جانی دشمن وایمانی سے لڑتے وقت تاکیدی طور پر یہ ملحوظ رکھنے کو کہا گیا ہے کہ ’’ وَ لَا تَعْتَدُوْا. اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ‘‘(البقرہ:۱۹۰)’’اور زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

ایک جگہ چڑھ دوڑنے والوں اور ظلم وزیادتی کی انتہاء کرنے والوں کے خلاف دفاعی طور پر ڈٹنے کی اجازت دیتے ہوئے یہ ادب بھی سکھایا گیا ہے کہ ’’ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ‘‘(البقرہ:۱۹۴)’’اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے‘‘۔

اور یہ بھی دیکھو کہ ایسے وقت میں جب کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے ساتھ کچھ لوگ بیجا زیادتی کرتے ہیں اور عہد و پیمان کو توڑتے ہیں حتی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جلاوطن کرنے کی ٹھانے بیٹھے ہیں اور امن وشانتی اور عہد وایمان کے مکمل ہونے کے بعد پھر جنگ شروع کردیتے ہیں، قرآن کریم میں دفاعی جنگ کی اجازت دیتے ہوئے اللہ سے ڈرنے اور مومنانہ کردار ادا کرنے کی تاکید کی جاری ہے۔

ایک اور آیت میں مسلط کی گئی جنگ لڑنے کی اجازت کے ساتھ ہی مومنین کو حکم ہے کہ ’’وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ‘‘(التوبہ:۱۲۳)’’اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے‘‘۔

ایک جگہ اور سخت مظلوم مسلمانوں کو دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت محض اس لیے دی جارہی ہے کہ اگر یہ دفاع میں کھڑے نہ ہوں تو بہت سے بیعہ، گرجا گھر، گرودوارے، مساجد اور دیگر قوموں کی عبادت گاہیں ظالموں کے ظلم کی پاداش میں تہس نہس ہوکر رہ جائیں گی۔:’’وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ ‘‘ وَّصَلَوٰتٌ ‘‘ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا، وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ‘‘(الحج : ۴۰) ’’اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی سب ڈھائے جاچکے ہوتے جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے‘‘۔

ایک اور جگہ جہاں دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی وہاں صاف صاف دفاعی جنگ لڑتے ہوئے مومنین کی زبانی اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ ’’وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ‘‘(البقرہ:۲۴۶) اپنے گھر، بال بچوں سے نکال باہر کیے گئے۔

ایک اور جگہ مظلومین اور جنگ وظلم کی چکی میں پسی ہوئی قوم کی مدد کرنے کی اجازت دینے کے ساتھ ہی مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ مدد کرتے وقت اچھی طرح دیکھ لو کہ ظالم مدمقابل ایسی قوم وملک سے نہ ہو جن سے تمہارا صلح کا عہد و پیمان چل رہا ہو۔ مبادا تم ان کے خلاف چاہے مظلوم کی مدد کے نام پر اٹھ کھڑے ہو، تو جان رکھو کہ ’’وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ‘‘‘‘(الانفال۷۲)

یہ اور اس طرح کی سو سے زیادہ آیات قرآنیہ اور سیرت رسول انسانی کے واقعات ملیں گے جو حالت جنگ میں بھی دفاعی جنگ کے قواعد واصول اور آداب سکھاتے ہیں اور ادنیٰ زیادتی اور کسی طرح کی خیانت اور برسرپیکار دشمن کے حق میں ناانصافی سے روکتے ہیں اور ان کی مخالفت پر وعید شدید اور سخت انجام کی وارننگ دیتے ہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کے منافی قرار دیتے ہیں۔

اس مضمون کے اخیر میں ایک آیت کا ذکر کرنا موزوں، برمحل اور لابدی سمجھتا ہوں جو عالمی انسانی تعلقات، اندرونی وبیرونی مساوات اور ہر سطح پر اور ہر انسان کے ساتھ بلاتفریق مذہب وملت عدل وانصاف کا میزان قائم کرنے کی تاکید کرتی ہے اور جانی وایمانی دشمن قوموں اور اشخاص کے ساتھ انتہائی عدل و انصاف سے پیش آنے کے فریضے کی ادائیگی کی تلقین کرتی ہے۔ ’’یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا. اِعْدِلُوْا، هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى، وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ‘‘۔(المائدہ:۸)’’اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہوجاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے‘‘۔

☆☆

قربانی کی اہمیت وفضیلت اور مقصد

مولانا احسان الٰہی احمد مولوی سلفی

قربانی کی اہمیت: عن عبدالله بن عمر: أقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة عشر سنين يضحى (الترمذی:١٥٠٧ حسن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال مقیم رہے اور آپ (ہر سال) قربانی کرتے رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال تک قربانی کی، اس سے قربانی کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

قربانی کی فضیلت: عن عائشة أم المومنين: ما عمل آدمی من عمل يوم النحر أحب الى الله من اهراق الدم انها لتأتى يوم القيامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم ليقع من الله بمكان أن يقع من الأرض فطيبوا بها نفسا (اخرجه الترمذی:١٤٩٣ حسن)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قربانی کے دن اللہ کے نزدیک آدمی کا سب سے محبوب عمل خون بہانا ہے، قیامت کے دن قربانی کے جانور اپنی سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیں گے قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے، اس لیے خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو“۔

قربانی کا مقصد: قربانی کا سب سے پہلا مقصد تقوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِن يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ (الحج:٣٧)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے اسی طرح اللہ نے جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی راہنمائی کے شکریئے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

دوسرا مقصد قربت الی اللہ ہے۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الانعام آیت نمبر,162 163) ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

اگر انسان کا قربانی میں ریا کاری مقصد ہو تو یہ شرک بن جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: عن محمود بن لبيد الأنصاری: ان أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر، قالوا: وما الشرك الأصغر يا رسول الله؟ قال: الرياء يقول الله عزوجل لهم يوم القيامة اذا جزى الناس باعمالهم، اذهبوا الى الذين كنتم تراؤون فى الدنيا، فانظروا هل تجدون عندهم جزاء (أخرجه احمد: ٢٣٦٣٠)

ترجمہ: میں تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر سے کھاتا ہوں، لوگوں نے کہا کہ، شرک اصغر کیا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریا کاری، قیامت کے روز اللہ کہے گا جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جا رہا ہوگا، کہ تم جاؤ ان کے پاس جن کو تم دنیا میں دکھایا کرتے تھے، تو دیکھو تمہارے لیے ان کے پاس کوئی بدلہ پاتے ہو کیا؟

قربانی واجب، سنت یا مستحب:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر٢)

ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

عن مخنف بن سليم: يا ايها الناس ان على كل اهل بيت فى كل عام أضحيه (أبوداؤد ٢٧٨٨ صحيح)

ترجمہ: لوگو! (سن لو) ہر سال ہر گھر والے پر قربانی ہے۔

أن رجلا سأل ابن عمر عن الأضحية أواجبة هى؟ فقال ضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم والمسلمون، فأعادها عليه، فقال: أتعقل، ضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم والمسلمون، قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم. أن الأضحية ليست بواجبة، ولكنها سنة من سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحب أن يعمل بها، وهو قول سفيان الثورى، وابن المبارك.

ترجمہ ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کے بارے میں پوچھا: کیا یہ واجب ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے قربانی

کی ہے، اس آدمی نے پھر اپنا سوال دہرایا، انہوں نے کہا: سمجھتے نہیں ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے، اور اس پر عمل کرنا مستحب ہے، سفیان ثوری اور ابن مبارک رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ قربانی سنت ہے (الروضة الندية شرح الدرر البهية)

قربانی نہ کرنے والے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: عن ابی هريرة: من وجد سعة فلم يضح فلا تقربن مصلانا (رواه الحاكم وحسنه الالبانی فی صحيح الترغيب ولترهيب ١٠٨٧) ترجمہ: جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا ہے، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

میت کی طرف سے قربانی: عن عائشة أم المومنين: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بكبش أقرن يطافى سواد، ويبرک فی سواد، وينظر فی سواد، فاتی به ليضحى به، فقال لها: يا عائشة، هلمی المدية، ثم قال: اشحذبها بحجر، ففعلت: ثم أخذها، واخذ الكبش فاضجعه، ثم ذبحه، ثم قال: باسم الله، اللهم تقبل من محمد، وال محمد، ومن أمة محمد، ثم ضحى به. (صحيح مسلم١٩٦٧)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو (یعنی پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں)۔ پھر ایک ایسا مینڈھا قربانی کے لئے لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! چھری لا۔ پھر فرمایا کہ اس کو پتھر سے تیز کر لے۔ میں نے تیز کر دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا، پھر ذبح کرتے وقت فرمایا کہ بسم اللہ، اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کی طرف سے اس کو قبول کر، پھر اس کی قربانی کی۔

اس مسئلے میں علمائے کرام کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے میت کی قربانی کرنے کا جواز ملتا ہے، لیکن اس کے گوشت کو غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے، اور صدقہ کر دیا جائے گا، جیسا کہ صاحب تحفہ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری نے لکھا ہے کہ اگر کوئی کسی میت کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو اس کے مکمل گوشت کو صدقہ کر دیگا (تحفۃ الاحوذی)

کون کون سے جانور کی قربانی کی جا سکتی: وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكاً لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (الحج:٣٤)

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے!

بھینس کی قربانی؟ علمائے کرام کے درمیان کچھ اختلاف پایا جاتا ہے اس مسئلے میں، جو علمائے کرام قائل ہیں ان کی دلیل الجاموس نوع من البقر ہے، اور من بهيمة الأنعام جو آیت میں عموم ہے یہ بھی ہے

قربانی کے جانور کی عمر: عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذبحوا الا مسنة، الا أن يعسر عليكم، فتذبحوا جذعة من الضان. (صحيح مسلم:١٩٦٣)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف مسنہ (دو دانتا) جانور کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو ایک سالہ دنبہ یا مینڈھا ذبح کر دو۔'' اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی میں ذبح کیا جانے والا جانور مسنہ (دانت) والا ہو۔

کچھ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ، اگر تنگ دستی نہ بھی ہو تو بھی ایک سال کی بھیڑ یا دنبہ کے ساتھ قربانی کرنا جائز ہے، اسی بات کو صاحب تحفۃ الاحوذی نے بھی راجح قرار دیا ہے (تحفۃ الاحوذی: ج۴ص۴۴۰)

کیسے جانور کی قربانی منع ہے: قربانی کے جانوروں کا عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے، اگر عیوب پائے گئے تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جناب عبید بن فیروز کہتے ہیں' میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ قربانی میں کون سا جانور جائز نہیں؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور میری انگلیاں اور پورے آپ کی انگلیوں اور پوروں سے بہت ہیچ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چار انگلیوں کے اشارہ سے) فرمایا: ''چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں ہیں' کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو' بیمار جس کی بیماری واضح ہو' لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور انتہائی کمزور کہ اس کی ہڈی میں گودا نہ ہو۔'' میں (عبید بن فیروز) نے کہا: مجھے ایسا جانور بھی ناپسند ہے جس کے دانت میں عیب ہو' حضرت براء نے کہا: جو تمہیں ناپسند ہو تو اسے چھوڑ دو مگر دوسروں کے لیے حرام نہ ٹھہراؤ۔:: امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: » (لاتنقی) « کے معنی ہیں جس (کی ہڈیوں) میں گودا نہ ہو۔ بالکل لاغر' ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو۔ (ابوداؤد وصحۃ البانی)

☆☆

آزمائشوں کا نام ہے قربانی!

مولانا سالم خورشید بن شیخ خورشید احمد سلفی

کسی بھی ہدف وٹارگٹ کے حصول میں جدوجہد اور قربانی کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ اسلام میں قربانی ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو اللہ کی رضاء وتقرب حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔

عالم انسانیت کے وجود سے ہی مختلف شکلوں میں قربانیوں کا سلسلہ جاری و ساری ہے، چاہے وہ حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد ہابیل وقابیل کے مابین رشتے کا تنازعہ ہو، یا دین کی تبلیغ و اشاعت کی پاداش میں انبیاء علیہم السلام اور صدیقین وصلحاء کا مختلف آزمائشوں، امتحانوں اور سختیوں سے گزرنا ہو، یہی وجہ ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہمارے اسلاف وصحابہ کرام نے اپنی جانوں تک کا نذرانہ بخوشی ومسرت پیش کر دیا۔ آج کے دور میں بھی انسان اپنے تئیں قربانیاں پیش کرتا ہے اور اسے اپنے لوگوں میں فخریہ بیان کرتا ہے چاہے وہ حق وباطل کے لیے قربانی ہو، یا پھر رضاء الٰہی کے لیے قربانی ہو۔

قربانی کی تاریخ انتہائی قدیم ہے، آج بھی دنیا کے کئی ممالک میں جانوروں کو قربان کیا جاتا ہے لیکن اسلام میں باقاعدہ قربانی کی مشروعیت کا آغاز سیدنا ابراہیم و سیدنا اسماعیل علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے واقعے سے ہوتا ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب بندے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مختلف امتحانوں میں آزمایا تو وہ ان آزمائشوں میں بالکل کھرے اترے اور اللہ کے محبوب ترین بندوں میں شامل ہوگئے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جس گھر میں پیدا ہوئے وہ بت پرستی وبت فروشی کا مرکز تھا چنانچہ جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سن بلوغت کو پہونچے تو انہوں نے سب سے پہلے اپنے والد آزر کو سمجھاتے ہوئے توحید پرستی کی دعوت دی اور بت پرستی ترک کرنے کی تلقین کی جس پر والد ناراض ہوئے اسی طرح جب انہوں نے بستی والوں کو توحید کی طرف بلایا تو اُنہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور معاملہ بادشاہ وقت تک جا پہنچا اور دربار میں حاضر کئے گئے نیز بادشاہ اور اس کے حامیوں سے مکالمہ کیا تو وہ سب کے سب سیدنا ابراہیم کے دلائل کے سامنے لاجواب ہوگئے اور اپنے باطل معبودوں کی ذلت ورسوائی برداشت نہ کرسکے بالآخر بادشاہ وقت نمرود اور اس کی کابینہ نے حق کی آواز کو مکمل طور سے کچلنے کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دھکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے تاکہ یہ معاملہ ہی ہمیشہ ہمیش کے لیے ختم ہوجائے اور لوگوں کے لیے عبرت ناک سزا بنے۔ فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کے لیے سیدنا ابراہیم کو لایا گیا اور دہکتی آگ کے شعلوں میں ڈال دیا گیا اُدھر رب ذوالجلال والاکرام نے اپنے محبوب بندے کے لیے نار کو گل گلزار بنا دیا،

جس سے پوری شرکیہ قوم پر سناٹا چھا گیا اور بدلے کی آگ میں مزید اضافہ ہوگیا اب انہوں نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا گھر بار اور وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا بالآخر انہوں نے راہ خدا میں اپنے ملک کو خیر باد کہتے ہوئے اپنی زوجہ سارہ کے ہمراہ مصر کی جانب ہجرت کی راستے میں مختلف امتحان سے گزرتے ہوئے حضرت ہاجرہ سے نکاح کیا اور رب العالمین سے اپنے لیے ایک نیک بیٹے کی فریاد کی جس پر رب العالمین نے انہیں بردبار بیٹے کی خوشخبری سنائی جب بچہ پیدا ہوا تو ایک اور آزمائش آن پڑی کہ بحکم الٰہی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ویران، بے آب وگیاہ ریگستان میں چھوڑ آئیں جہاں انسانی زندگی کا تصور نہ تھا حکم باری تعالیٰ کی تعمیل میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جگر گوشے اسماعیل اور اپنی زوجہ ہاجرہ کو ایک چٹیل میدان میں چھوڑ دیا جس پر وہ حیران وسرگرداں تھیں کہ آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں، بارہا پوچھنے کے بعد کہا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا حکم ملا ہے جس پر سیدنا ابراہیم نے کہا ”جی ہاں“ اتنا سننا تھا کہ حضرت ہاجرہ صبر واستقلال کا پیکر بن گئیں اور کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ہرگز ضائع وبرباد نہیں کرے گا۔

اس طرح سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اہل وعیال کو حب خداوندی پر قربان کر دیا۔ اب باری آئی ایک ایسے امتحان کی جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے واقعہ یوں ہے کہ جب بچہ کچھ بڑا ہوگیا تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خواب دیکھا کہ ”اپنے ہاتھ سے اپنے لخت جگر کو ذبح کر رہے ہیں“ انبیاء کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے اس لیے صبحِ صادق ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تکمیل کے لیے اپنے لخت جگر کو نہلا دھلا کر صاف ستھرا لباس پہنا کر اپنے ہمراہ لے کر گھر سے روانہ ہوگئے اس موقعے پر ابلیس لعین نے حضرت ہاجرہ، حضرت اسماعیل،

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

عشرہ ذی الحجہ کے احکام ومسائل

تحریر: محمد مصطفیٰ کعبی ازہری

عشرہ ذو الحجہ کا معنی ومفہوم: ماہ ذوالحجہ کا مہینہ اسلامی تاریخ میں ایک بڑی اہمیت کا حامل ہے، اور ماہ ذوالحجہ یہ اسلامی مہینوں میں سب سے آخری مہینے کا نام ہے۔ اور ماہ ذوالحجہ کی آمد آمد ہے۔ اور یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں تمام ملک بھر کے مسلمان حضرات ایک عظیم عبادت حج ادا کرنے کی غرض سے اپنے گھر سے نکلتے ہیں اور اسی مہینہ میں حجاج کرام حج ادا کرتے ہیں۔

اور عشرہ دس کو کہتے ہیں، اور ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کو عشرہ ذوالحجہ کہتے ہیں، اور ان ایام کی بڑی اہمیت وفضیلت قرآن مجید اور صحیح احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ یہی نہیں بلکہ عشرہ ذی الحجہ دنیا کے تمام دنوں سے افضل دن ہے۔

عشرہ ذو الحجہ حرمت والا مہینہ ہے: عشرہ ذوالحجہ یہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ“. ترجمہ: ”بے شک مہینوں کی گنتی، اللہ کے نزدیک، اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہے، جس دن اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔ تم ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو“۔ (سورۃ التوبۃ: ٣٦)

فائدہ: مذکورہ بالا آیت قرآنی سے معلوم ہوا کہ چار مہینے حرمت والے ہیں۔ ان مہینوں کی وضاحت حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”زمانہ گھوم کر (مہینوں کی ترتیب کی) اس ہیئت میں آ گیا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، اور محرم لگاتار ہیں اور چوتھا مہینہ رجب جو جمادی (الآخرۃ) اور شعبان کے درمیان ہے“۔ (صحیح: رواہ البخاری: 4662، ومسلم: 1679)

ماہ ذو الحجہ حج کا مہینہ ہے:

ماہ ذی الحجہ یہ حج کا مہینہ ہے اور اس اعتبار سے بھی ماہ ذی الحجہ کو فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ ماہ ذوالحجہ میں تمام ملک بھر کے مسلمان ایک عظیم عبادت حج ادا کرنے کی غرض سے اپنے گھر سے نکلتے ہیں۔ اور مکہ مکرمہ کا رخ کرتے ہیں اور اسی مہینہ میں حجاج کرام حج ادا کرتے ہیں۔

ماہ ذو الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت: ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن دنیا کے تمام دنوں سے سب سے افضل ایام ہے۔ اور ان دنوں میں فرائض ونوافل اور نیک اعمال کا اجر وثواب باقی ایام میں کی جانے والی عبادت سے بہتر اور افضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کی قسم کھائی ہے۔ اور عشرہ ذوالحجہ کے بارے میں اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس دنوں سے افضل کوئی عمل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کی قسم کھائی ہے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وَالْفَجْرِ، وَلَيَالٍ عَشْرٍ“.

ترجمہ: ”قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی“۔ (سورۃ الفجر: 1و2)

مذکورہ آیات کے متعلق مفسرین کے اقوال:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اور دس راتوں سے مراد ذوالحجہ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، مجاہد اور دیگر متعدد سلف وخلف اسی کے قائل ہیں“۔ (تفسیر ابن کثیر: 449/7)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اور دس راتوں سے مراد عشرہ ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں“۔ (تفسیر فتح القدیر: 528/5)

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے (سورہ فجر کی اس آیت میں) جن دس راتوں کی قسم اٹھائی ہے، یہ ذی الحجہ کی اول عشرہ کی دس راتیں ہیں (یعنی یکم ذی الحجہ سے لیکر دس ذی الحجہ کی راتیں ہیں) (اسنادہ صحیح: تفسیر الطبری: 396/24)

فائدہ: مذکورہ بالا آیات قرآنی سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً اس سے مراد ذوالحجہ کی ابتدائی دس دنوں ہی ہیں۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔

اور عشرہ ذوالحجہ کتنا بابرکت عشرہ ہے کہ جن دس راتوں کی قسم اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے یقیناً عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

عشرہ ذوالحجہ دنیا کے تمام دنوں سے سب سے افضل ایام ہے: (٢) عن جابر بن عبد الله، قال: قال رسول الله ﷺ: ”أفضل أيام الدنيا أيام العشر“. ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "دنیا کے افضل ایام (ذی الحجہ کے ابتدائی) دس دن ہے۔ (صحيح : رواه الشجري في الأمالي : 1687 ، و صحيح الترغيب والترهيب : 1150 ، وصحيح الجامع: 1133)

فائدہ: مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ عشرہ ذوالحجہ سب سے افضل ایام ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عشرہ ذوالحجہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ سے افضل ہے بلکہ عشرہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن رمضان المبارک کے آخری دس دنوں سے افضل ہے اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ ذوالحجہ کی دس راتوں سے افضل ہیں۔

عشرہ ذوالحجہ میں کیے گئے اعمال اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب ہے: (٣) عن ابن عباس عن النبي ﷺ أنه قال: ”ما العمل في أيام العشر أفضل من العمل في هذه“، قالوا: ولا الجهاد؟ قال: ”ولا الجهاد، الا رجل خرج يخاطر بنفسه وماله فلم يرجع بشيء“.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ”(ذی الحجہ) ان دنوں کے عمل سے سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا اور جہاد بھی نہیں؟ اپ نے فرمایا: ہاں جہاد بھی نہیں سوائے اس شخص کے جو اپنی جان ومال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور واپس آیا تو ساتھ کچھ بھی نہ لایا“۔ (صحیح: رواہ البخاری:969)

(٤) عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: ”ما من أيام العمل الصالح فيها أحب الى الله من هذه الأيام، يعني أيام العشر“.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ”اللہ کے نزدیک ان دنوں یعنی عشرہ ذوالحجہ کے دنوں کے نیک عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں“۔ (اسناده صحيح : رواه أبوداود : 2438 ، والترمذی: 757 ، وابن ماجه: 1727، وأحمد : 1968)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسندیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔ یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں۔

عشرہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، اور الحمدللہ کہنے کا اہتمام کرنا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل اس قدر عظمت اور پسندیدہ نہیں، جتنا کہ وہ عمل ہے جو ان دس دنوں میں کیا جائے۔ لہذا تم ان دنوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، اور الحمدللہ کہو"۔ (حدیث صحیح بشواہدہ: رواہ أحمد:5446 ، وعبد بن حمید: 807 ، وحدیث المساء لابن باز : 248 ، وصحہ أحمد شاکر والأرنؤوط، وحسنہ الامام ابن باز)

عشرہ ذوالحجہ اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کون سا افضل ہے؟:

☆ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) سے سوال کیا گیا کہ عشرہ ذوالحجہ اَفضل ہے یا رمضان المبارک کا آخری عشرہ؟ تو انہوں نے فرمایا:

”ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے دن رمضان کے آخری عشرے سے اَفضل ہیں اور راتیں رمضان کے عشرے کی اَفضل ہیں۔“ (مجموع الفتاوی: ٢٥/٢٨٧)

☆ اس پر حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

"اگر کوئی سمجھدار فاضل اس جواب پر غور کرے گا تو اسے کافی وشافی پائے گا کیونکہ ”جتنا کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں پسند ہے، اتنا کسی دن میں پسند نہیں۔“ پھر انہیں اَیام میں یومِ عرفہ، یومِ نحر اور یومِ ترویہ ہے۔ جبکہ عشرہ رمضان کی راتیں وہ ہیں کہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار رہا کرتے اور ان میں ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“ (بدائع الفوائد - ط عطاءات العلم: ٣/١١٠٣)

☆ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (١٤٢١ھ) فرماتے ہیں: ”لوگ عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت سے غافل ہیں، طلباءِ علم کو چاہیے کہ عام لوگوں کو اِن اَیام کی فضیلت بتائیں، عوام خیر وبھلائی پسند کرنے والی ہے لیکن طلباء کی طرف سے انہیں متنبہ کرنے میں غفلت ہوجاتی ہے۔“ (مجموع فتاوی ورسائل العثیمین: ٢٥/١١٨٩)

حج کے تمام فرائض عشرہ ذو الحجہ میں هیں:

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ . ترجمہ: ”پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو“۔ (سورۃ الکوثر:2)

فائدہ: سورۃ الکوثر میں بیشتر مفسرین کے نزدیک دس ذوالحجہ کی نماز فجر، یا نماز عید مراد ہے۔

عشرہ ذوالحجہ میں یوم عرفہ کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمّل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید کے اندر ارشادفرمایا: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۔ ترجمہ: ”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمّل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام تمہارے لئے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے“۔

فائدہ: مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کی فضیلت قرآن مجید سے صریحاً ثابت ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ حرام وحلال کی جو قیود جو مسلمانوں پر عائد کردی گئی ہیں ان کی پابندی کریں۔

عشرہ ذوالحجہ میں یوم النحر کی فضیلت اور یہ عشرہ سال بھر سے افضل دن ہے:

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت واحترام والا دن

یوم النحر (دس ذوالحجہ قربانی کا دن) ہے پھر اس کے بعد گیارہ ذوالحجہ کا دن ہے''۔ (اسنادہ صحیح: رواہ أبوداود: 1765، أحمد: 19075)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سب بڑھ کر عظمت والا دن یوم النحر (دس ذوالحجہ) ہے، اور اس کے بعد یوم القر ہے۔ ابوبکر فرماتے ہیں: یوم القر سے مراد یوم النحر کے بعد والا دن (گیارہ ذوالحجہ) ہے''۔ (اسنادہ صحیح: رواہ ابن خزیمة في صحيحه: 2866)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ میں نیک عمل کرنے سے زیادہ پاکیزہ اور زیادہ ثواب کا حامل کوئی عمل نہیں''۔ (اسنادہ صحیح، رواہ الدارمی: 1815)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ایام کی نسبت پہلے دن کی قربانی، ذکر ودعاء اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ سب سے افضل ہے۔

عشرہ ذو الحجہ میں نیک اعمال

(۱) کثرت سے اعمال صالحہ کا اہتمام کرنا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی ایام ایسے نہیں ہیں کہ جن میں کیا ہوا نیک عمل اللہ تعالیٰ کو ان ایام میں کیے ہوئے عمل سے زیادہ پسند ہو، یعنی (ذوالحجہ) کے دس دن"۔ (اسنادہ صحیح: رواہ أبوداود: 2438، والترمذی: 757، وابن ماج؟: 1727، وأحمد: 1968)

(۲) تمام گناہوں سے مکمّل طور پر اجتناب کرنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ عِـدَّةَ الشُّهُـورِ عِـنـدَ الـلَّـهِ اثْـنَـا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّـمَـاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِـنْهـا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِکَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ. ترجمہ: ''بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) میں، جس دن سے اس نے آسمان وزمین کو بنایا ہے، ان میں چار حرمت والے ہیں، یہی دین کا سیدھا راستہ ہے، تو ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو''۔ (سورۃ التوبۃ: 36)

(۳) فرائض کے ساتھ سنتوں کا اہتمام کرنا: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے رات اور دن بارہ رکعت (سنن) ادا کیں، جنت میں اس کے لئے گھر بنا دیا جاتا ہے: چار رکعات ظہر سے پہلے، دو بعد میں، دو رکعات مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، اور دو فجر کی نماز سے پہلے''۔ (صحیح: رواہ مسلم: 728، والترمذی: 415)

(۴) کثرت سے نوافل کا اہتمام کرنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندا ہمیشہ نفلوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں''۔ (صحیح: رواہ البخاری: 6502)

(۵) نیک اعمال میں کثرت سے جہود کرنا: حضرت قاسم بن ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ سعید بن جبیر جب عشرہ ذوالحجہ میں داخل ہوتے تو اس قدر محنت کرتے کہ اپنی طاقت سے بڑھ کر عمل کرتے "۔ (اسنادہ صحیح: رواہ الدرامی: 1815)

(۶) حج اور عمرہ کی ادائیگی کا اہتمام کرنا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ ایک کے بعد دوسرے ادا کرو، اس لئے کہ یہ دونوں فقراء اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو مٹا دیتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو صرف جنت ہی ہے''۔ (اسنادہ صحیح، رواہ الترمذی: 810، والنسائی: 2631)

(۷) نماز اشراق کا اہتمام کرنا: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی اور وہیں بیٹھ کر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، پھر اس نے نماز اشراق کی دو رکعت ادا کی تو اس کے لئے مقبول حج اور عمرہ کا پورا پورا ثواب لکھ دیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین دفعہ ذکر کیا''۔ (اسنادہ صحیح، رواہ الترمذی: 586)

(۸) صدقات وخیرات کا اہتمام کرنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يَـا أَيُّهَـا الَّـذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ.

ترجمہ: ''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جو کچھ مال ومتاع ہم نے تم کو بخشا ہے، اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے، جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ ہی سفارش چلے گی، اور ظالم اصل میں وہی ہیں، جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں''۔ (سورۃ البقرۃ: 254)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ کسی مال کو کم نہیں کرتا''۔ (صحیح: رواہ مسلم: 2588)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک صدقہ کرنے والوں سے صدقہ قبروں کی گرمی کو بجھائے گا۔ اور مؤمن قیامت کے دن اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا''۔ (صحیح: رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر: 1407، والبیہقی فی شعب الایمان: 3347، والصحیحة: 3484، وتخریج أحادیث مشکلة الفقر: 118)

☆☆☆

عیدالاضحیٰ کی نماز کے مختصر احکام ومسائل

ابوعدنان سعیدالرحمٰن نورالعین سنابلی

عیدالاضحیٰ ہرسال قمری مہینہ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ اسے مسلمانوں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ایک طرف جہاں سماجی پہلو سے یہ خوشی و مسرت، باہمی ربط اور ہمدردی کا موقع فراہم کرتی ہے وہیں دوسری طرف اس کی مذہبی حیثیت بھی ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب اوراقوام میں خوشی منانے کے لیے مختلف رسوم اورتہوار ہیں، لیکن اسلام کا یہ 'تہوار' ان سب سے منفرد اور امتیاز ہے۔ اس دن پوری دنیا میں مسلمان اللہ جل شانہ کی رضا کے حصول کے لئے قربانی پیش کرتے ہیں اوراسوۂ ابراہیمی سے متعلق اپنی وارفتگی کا اظہار کرتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ میں ہم اپنے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے دوگانۂ عید ادا کرتے ہیں اور شریعت اسلامیہ میں اس دوگانۂ عید کے کچھ مخصوص مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ زیرنظر مضمون میں صلاۃ عیدالاضحیٰ سے متعلق کچھ باتیں ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہیں تاکہ ہم اُن پر عمل پیرا ہوسکیں۔

عید کی مشروعیت: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہاں اہلِ مدینہ کے کھیل کود کے دو تہوار تھے جن میں وہ کھیلتے کودتے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں ان دونوں دنوں میں کھیلا کودا کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**قد ابدلَكُمُ اللَّهُ بِهما خيرًا منهُما: يومَ الأضحى ويومَ الفِطرِ** ''یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دنوں کو بدل کران سے بہتر دن عطا کیا ہے اور وہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر ہیں۔ (سنن ابوداود/ 1124، سنن نسائی/ 1556، مسند احمد/ 12006، شیخ البانی نے ہدایۃ الرواۃ/ 1384 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

نیز عیدالاضحیٰ کی مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اجماع بھی ہے، لہذا اگر کسی شہر والے اس کی مشروعیت کا انکار کریں گے تو امامِ وقت ان کو ہر طرح سے قائل کرے گا اوران کو اس کا پابند بنائے گا۔ (المغنی لابن قدامہ ۲/ ۳۶۹)

نماز عید الاضحی کا حکم: عیدین کی نمازوں کے تعلق سے علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ کچھ علمائے کرام بشمول امام مالک اورامام شافعی رحمہما اللہ ان دونوں نمازوں کو سنت موکدہ قرار دیتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: الکافی لابن عبدالبر ۱/ ۲۶۳، حاشیۃ العدوی علی کفایۃ الطالب الربانی ۱/ ۳۸۸، المجموع للنووی ۵/۲، مغنی المحتاج للشربینی ۱/ ۳۱۰) اسی قول کو داود ظاہری اور جمہور اہل علم نے اختیار کیا ہے۔ (المجموع ۵/ ۳، فتح الباری ۶/ ۷۵)

دوسرا قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے جو اسے فرض کفایہ بتاتے ہیں۔ (الاقناع للحجاوی ۱/ ۱۹۹، المغنی لابن قدامہ ۲/ ۲۷۲)

اس سلسلے میں تیسرا قول یہ ہے کہ صلاۃ عیدین فرض ہے اوراس کی ادائیگی ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور ایک قول کے مطابق امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں اور علمائے محققین میں سے امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام صنعانی، امام شوکانی، شیخ ابن باز، شیخ البانی اور شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ جمیعا نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔

اس سلسلے میں راجح ترین قول یہی ہے کہ نمازِ عید فرضِ عین ہے۔ اس وجہ سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس نماز کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلنے کا حکم دیا۔ نیز اس موقف کے حاملین نے جن دلائل کے ذریعہ اپنے موقف کو مبرہن کیا ہے ان میں سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''**فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ**'' (سورۃ الکوثر/ ۲) یعنی اپنے رب کے لئے صلوٰۃ ادا کیجئے اور قربانی کیجئے۔

اس آیت کے تعلق سے بہت سارے مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت میں جس نماز کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے عید کی نماز مراد ہے۔ لہٰذا، عید کی نماز واجب قرار پائے گی۔ (المغنی لابن قدامہ ۲/ ۲۷۲)

۲- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی صلاۃ عیدین کا اہتمام کیا ہے اور اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس نماز کی فرضیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کبھی چھوڑا ہو۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حد درجہ اس کے اہتمام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واجب ہے۔

۳- مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار مدینہ میں چاند نظر نہیں آیا اور لوگوں نے روزہ رکھا، لیکن ایک قافلہ آیا اوراس نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو روزہ توڑنے اور آنے والے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے کا حکم دیا۔ یہ روایت سنن ابوداود (1157) میں موجود ہے اور اسے شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس واقعہ میں موجود عیدگاہ کی طرف نکلنے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عید واجب ہے، اس وجہ سے کہ اگر امر کا صیغہ قرائن سے خالی ہو تو وہ وجوب پر دلالت کیا کرتا ہے۔

۴-ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن جوان لڑکیوں، حائضہ اور پردہ نشین مستورات کو عیدگاہ میں لائیں۔ حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں وہ مواقع خیر میں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں گی۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی کوئی بہن اسے اپنی چادر میں اوڑھالے۔ (صحیح بخاری/ 324، صحیح مسلم/ 890)

اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں اور نئی نویلی دلہنوں کو جو اپنے حجلۂ عروسی سے نہیں نکلتیں عیدگاہ میں جانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز فرض ہے اور اگر فرض نہ ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ اور پردہ نشین خواتین کو نکلنے کی تاکید نہ فرماتے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''**التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة**'' (۱/۳۷۹) میں لکھتے ہیں کہ عیدگاہ کی طرف نکلنے کا حکم غیر عذر والوں کے لئے نماز کے حکم کو متقاضی ہے اور اس سلسلے میں مرد حضرات عورتوں کے مقابلے اولین مخاطب ہیں، اس وجہ سے کہ عیدگاہ کی طرف نکلنا نماز کا سبب ہے اور سبب کا واجب ہونا مسبب کے وجوب کی دلیل ہے۔

نیز ''**یعتزلن المصلی**'' سے صاف ظاہر ہے کہ حائضہ کا استثناء ہے۔

۵-نمازِ عید کے واجب ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن جمع ہوجائیں تو ایسی صورت میں نمازِ عید، جمعہ کی نماز کو ساقط کردے گی اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ کوئی مسنون عمل کسی واجبی حکم کو منسوخ نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة (۱/۳۸۰) میں اور ''**تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة**'' (ص/۳۴۴) میں کہی ہے۔

٦-نمازِ عید شعائرِ اسلام میں سے سب سے بڑا شعار ہے۔ لہذا، یہ شعار اسلام ہونے کے ساتھ واجب بھی ہوگا اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''نمازِ عید فرض عین ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ کا ایک قول یہی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ واجب نہیں ہے، ان کی بات درست نہیں ہے، اس وجہ سے کہ یہ شعائرِ اسلام میں سے ایک ہے اور لوگ اس کے لئے جمعہ سے زیادہ تعداد میں یکجا ہوتے ہیں، اس میں تکبیرِ زوائد مشروع قرار دیا گیا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ فرض کفایہ ہے، ان کی بات بھی صحیح نہیں ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ۲۳/۱٦۱)

سابقہ تمام دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز فرض عین ہے اور جو لوگ اسے سنتِ موکدہ یا فرض کفایہ بتاتے ہیں، ان کی بات درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

نمازعیدالاضحی کے آداب

☆ عید کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا اور مسواک کرنا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کے بارے میں فرمایا: ''**ان هذا یوم عید، جعله الله للمسلمین فمن جاء الی الجمعة فلیغتسل، وان کانت طیب فلیمس منه، و علیکم بالسواک**'' یعنی یہ عید کا دن ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے متعین کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص جمعہ پڑھنے آئے، اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے اور خوشبو میسر ہو تو خوشبو استعمال کرلے اور تم مسواک کو لازم کرلو۔ (سنن ابن ماجہ/ 1098، اس حدیث کو شیخ البانیؒ نے شواہد کی بنیاد پر حسن قرار دیا ہے۔)

اس حدیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے، مسواک کرنے اور خوشبو لگانے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ عید کا دن ہے تو عید کے دن ان تینوں اعمال کا بجالانا نسبتاً اور زیادہ موکد و مستحب ہوگا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں دیکھا کہ ایک ریشمی جوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ اس کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ جوڑا آپ خرید لیں اور عید اور وفود کی ملاقات پر اس سے زیبائش فرمایا کریں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ان لوگوں کا لباس ہے، جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کچھ دنوں تک خاموش رہے۔ پھر جب ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک ریشمی جبہ بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ اسے لے کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ ان کا لباس ہے، جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور پھر اسے آپ نے میرے پاس بھیج دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہارے پاس اس وجہ سے بھیجا ہے کہ تم اس کو بیچ لو یا اس کو اپنی کوئی ضرورت پوری کرسکو۔ (صحیح بخاری/ 3054)

امام سندھی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''**مِنْهُ عُلِمَ اَنَّ التَّجَمُّلَ یَوْمَ الْعِید کَانَ عَادَةً مُتَقَرِّرَةً بَیْنَهمْ وَلَمْ یُنْکِرْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰه تَعَالَی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعُلِمَ بَقَاؤُهَا**'' یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کے یہاں عید کے دن زینت اختیار کرنے کی عادت تھی اور جب یہ معمول کی بات تھی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر نہیں فرمائی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی اصل پر باقی ہے۔ (حاشیہ سنن نسائی للسندی ۳/۱۸۱)

☆نماز عیدالاضحی کے لئے نہار منہ عیدگاہ تشریف لے جانا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے نہار منہ تشریف لے جاتے تھے۔ مقصد صرف یہ ہوتا تھا کہ آپ جلدی سے نماز ادا کر کے

قربانی کا جانور ذبح کرسکیں۔ بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید کے لئے نہ نکلتے تھے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے اور عیدالاضحیٰ کے دن نماز عید کی ادائیگی سے قبل نہیں کھاتے تھے۔ (سنن ترمذی/ 542)

☆**عیدگاہ میں صلاۃِ عید ادا کی جائے :** نمازِ عید کے لئے عیدگاہ جانا سنت ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”كان النبيُّ صلّى اللهُ عليه وسلَّم يَخرُجُ يومَ الفِطرِ والأضحى إلى المصلَّى “یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کے لئے عیدگاہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری/ 956، صحیح مسلم/ 889)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ”كان النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يَغدُو إلى المصلَّى والعَنَزةُ بين يَديه تُحمَل، وتُنصَبُ بالمصلَّى بين يديه، فيُصلِّي إليها “یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح جب عیدگاہ جاتے تو برچھا (ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے لے جایا جاتا تھا پھر یہ عیدگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔ (صحیح بخاری/973، صحیح مسلم/ 501)

☆**عیدگاہ جانے اور واپسی میں راستہ تبدیل کرنا:** عیدگاہ جانے کے تعلق سے ایک سنت یہ ہے کہ ایک راستہ سے عیدگاہ جانا چاہئے اور لوٹتے وقت دوسرے راستے سے واپس ہونا چاہئے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ”كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ “یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ آنے اور جانے کا راستہ بدل دیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری/٦٨٩)

راستہ بدلنے کے سلسلے میں امام ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں راستوں کے لوگوں کو سلام کرسکیں، دوسرا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کی برکت دونوں فریق کو حاصل ہوجائے اور تیسرا سبب یہ بتایا ہے کہ آپ دونوں راستوں کے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرسکیں اور ایک سبب یہ بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ اس وجہ سے بدلا کرتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ شعائرِ اسلام کا اظہار ہوسکے۔ (زادالمعاد ا/٦٦٩)

☆**نماز عید کے لئے نہ اذان کہی جائے گی نہ اقامت:** جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد بار بغیر اذان و اقامت کے پڑھی۔ (صحیح مسلم/ 887)

☆ **نماز عید سے پہلے یا بعد نوافل پڑھنا درست نہیں ہے :** نمازعید سے پہلے یا بعد، عیدگاہ میں کسی قسم کے نوافل وغیرہ پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن عید کی دو رکعت نماز پڑھائی۔ آپ نے اس سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔ (صحیح بخاری/ 5883)

☆**پیدل عیدگاہ جانا مسنون ہے :** عیدگاہ جانے کے تعلق سے ایک سنت یہ ہے کہ پیدل چل کر ہی عیدگاہ جایا جائے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ، مَاشِيًا وَيَرْجِعُ مَاشِيًا “یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور پیدل ہی واپس تشریف لاتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ/ 1071، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن ماجہ میں حسن قرار دیا ہے۔)

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”مِنْ السُّنَّةِ اَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا “یعنی سنت یہی ہے کہ نمازِ عید کے لئے پیدل چل کر جایا جائے۔ (سنن ترمذی/ 530، شیخ البانی نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے۔)

معذور و کمزور حضرات سواری استعمال کرسکتے ہیں۔

کیا عیدگاہ سے واپسی پر انسان کو سوار ہونے اور پیدل چلنے کے مابین اختیار ہے؟

یہاں ایک بات کی طرف وضاحت ضروری ہے کہ کچھ فقہائے کرام نے اپنی کتابوں میں عیدگاہ سے واپسی کے موقع سے پیدل یا پھر بذریعہ سواری واپسی کے مابین اختیار دیا ہے اور اس سلسلے میں پیدل واپسی کو اولیٰ و بہتر نہیں بتایا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ المجموع شرح المہذب ١٤/٥ میں کہتے ہیں: ”لأن النبي صلى الله عليه وسلم ما ركب في عيد ولا جنازة، ولا بأس أن يركب في العود؛ لأنه غير قاصد إلى قربة “ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید اور جنازہ کے لئے سوار ہوکر نہیں جایا کرتے تھے، البتہ واپسی میں سواری کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ واپسی کے وقت انسان نیکی کے لئے نہیں جا رہا ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ کی بات اور بیان کردہ علت محل نظر ہے کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں صراحتاً اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آمد و رفت دونوں موقعوں سے پیدل ہی ہوا کرتے تھے اور سواری کا استعمال نہیں کیا کرتے تھے۔

☆**عید کے دن زور زور سے تکبیریں پڑھنی چاہئے :** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ عید الفطر کے دن گھر سے نکلتے تو تکبیر کہتے ہوئے نکلتے تھے اور نماز ختم ہونے تک تکبیر کہتے رہتے تھے اور جب نماز ختم کر لیتے تو تکبیر بند کر دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ جب عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نکلتے تو زور زور سے تکبیر کہا کرتے تھے، حتی

کہ عیدگاہ پہنچ جاتے اور تکبیر کا سلسلہ جاری رکھتے، حتی کہ امام آجاتا تھا۔ (اسے امام دارقطنی، ابن ابی شیبہ اور امام شافعی ۴۴۲/ نے روایت کیا ہے اور شیخ البانی نے ''ارواء الغلیل ۶۵۰/'' میں صحیح قرار دیا ہے۔)

تکبیراتِ عید: احادیث میں تکبیرات کے مختلف صیغے وارد ہیں۔ ایک انسان کو چاہئے کہ ان سبھی صیغوں کو یاد کرے اور ان کا ورد کرتا رہے لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی اہتمام کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے:

(ا) **''اللهُ أكبر اللهُ أكبر، لا إلهَ إلّا الله، والله أكبر اللهُ أكبر، ولله الحَمْد''**۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں تکبیر کے یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ/ 5651، شیخ البانی نے ارواء الغلیل ۱۲۵/۳ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

قاضی شریکؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحاقؒ سے پوچھا کہ علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کس طرح تکبیر پڑھا کرتے تھے تو انہوں نے بتایا کہ وہ تکبیر میں یہ کلمات کہا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۶۵/۲، امام ابن ہمام نے فتح القدیر ۲۸/۲ میں اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔)

(۲) **''اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ اَكْبَرُ وَللهِ الحَمْدُ، اللهُ اَكْبَرُ وَاَجَلُّ، اللهُ اَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا''**۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ان کلمات کو بطور تکبیر پڑھا کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی/ 6280، اسے شیخ البانی نے ارواء الغلیل ۱۲۶/۳ میں صحیح قرار دیا ہے۔)

(۳) **''اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ، اللهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا''**۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ بطور تکبیر یہ کلمات پڑھا کرو۔ (فضائل الاوقات للبیہقی/ 227 بسند عبدالرزاق، حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۴۶۱/۲ میں کہا ہے کہ اسے عبدالرزاق نے بسند صحیح نقل کیا ہے۔)

☆ **عید کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے**: ابوعبید مولیٰ ابن ازہر رحمہ اللہ کہتے ہیں: **''شَهِدْتُ العيدَ مع عُمَرَ بن الخطَّابِ رَضِيَ اللهُ عنه فقال: هذان يومانِ نهى رسولُ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم عن صيامِهما: يومُ فِطْرِكم من صيامِكم، واليومُ الآخَرُ تاكلونَ فيه من نُسُكِكم**'' یعنی میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید ادا کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ایام کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے، ایک عید الفطر کے دن اور دوسرا جب تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو یعنی عید الاضحیٰ کے دن۔ (صحیح بخاری 1990، صحیح مسلم/ 1137)

☆ **عید کی مبارک بادی دینی جائز ہے**: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آتا ہے کہ وہ لوگ باہم ایک دوسرے کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی مبارک بادی دیا کرتے تھے۔ جبیر بن نفیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: **''كَانَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اِلْتَقَوْا يَوْمَ الْعِيدِ يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ**'' یعنی صحابہ کرام جب عید کے روز باہم ملاقات کرتے تو ایک دوسرے سے کہتے: ''تقبل اللہ منا ومنک'' یعنی اللہ ہماری اور آپ کی عبادت کو قبول فرمائے۔ (اسے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۴۴۶/۲) میں ذکر کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔)

☆ **نماز عید کا وقت**: نماز عید کا وقت سورج نکلنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے، نماز عید کے تاخیر سے پڑھنے پر صحابی رسول عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اظہار ناراضگی فرمایا اور کہا: ''**انا كنا قد فرغنا ساعتنا هذه**'' یعنی ہم تو اس وقت فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ وہ چاشت کا وقت تھا۔ (سنن ابوداود/ 1135)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ آپ عید الاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھا کرتے تھے بلکہ سورج طلوع ہونے کے بعد سب سے پہلا کام نماز عید کی ادائیگی ہی ہوا کرتی تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے بارے میں فرمایا: ''**ان أول ما نبدأ به في يومنا هذا أن نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل ذلك فقد أصاب سنتنا**'' یعنی اس دن ہم سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں پھر واپس جا کر قربانی کرتے ہیں، لہذا جس جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پا لیا۔ (صحیح بخاری/ 968، صحیح مسلم/ 1961)

☆- **نمازِ عید کی ادائیگی کے بعد خطبہ دیا جائے**: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے ساتھ نمازِ عید پڑھی، یہ تمام حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری/ 962، صحیح مسلم/ 884)

عید کا خطبہ سننے کا حکم: عیدین کے خطبہ کے بارے میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کے خطبہ کے برعکس اس خطبے کو سننا بہت ضروری نہیں ہے۔ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اب ہم خطبہ دینے جا رہے ہیں، جو کوئی شخص خطبہ کے لئے بیٹھنے کا خواہاں ہو، وہ بیٹھے۔ البتہ جو کوئی شخص جانا چاہتا ہو، وہ جا سکتا ہے''۔ (اسے امام ابوداود/ ۱۱۵۵ نے روایت کیا ہے اور شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۵ کا)

الصلاۃ" کیا تم میں سے کوئی شخص عاجز ہے کہ وہ (فرض سے فارغ ہوکر) اپنی نفل نماز میں تھوڑا سا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں ہوجائے۔ (ابوداؤد ۱۰۰۶، ابن ماجہ ۱۴۲۷ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۱۸۸) صاحب عون المعبود فرماتے ہیں: "اس حدیث میں دلیل ہے کہ اسی جگہ پر نفل پڑھنا مناسب نہیں ہے جہاں پر فرض پڑھی تھا بلکہ تھوڑا سا آگے، پیچھے یا دائیں بائیں ہوجائے"۔ (عون المعبود ۳/ ۲۲۸)

❁ **سنن و نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے**: وہ سنن ونوافل جن کے لئے جماعت مشروع نہیں ہے، ان کا گھر میں پڑھنا افضل ہے، لیکن جن کے لئے جماعت مشروع ہے مثلاً نماز تراویح، تو ان کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**فصلوا أيها الناس في بيوتكم فان أفضل الصلاة صلاة المرء في بيته الا المكتوبة**" اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیوں کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔ (بخاری ۷۳۱، مسلم ۷۸۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اجعلوا من صلاتكم في بيوتكم و لا تتخذوها قبورا**" اپنی بعض (نفل) نمازیں گھروں میں پڑھ لیا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔ (مسلم ۷۷۷)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ تم گھروں کو (نفل) نماز، دعا اور قرآن کریم کی تلاوت سے ویران نہ کرو کہ وہ قبرستان کی طرح ہوجائیں"۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ۲/ ۶۵۷)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ تم گھروں میں (نفل) نماز پڑھو اور اس کو قبرستان کی طرح نمازوں سے ویران نہ بناؤ"۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/ ۶۷) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعت پڑھتے تھے، پھر نکلتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر گھر میں آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے، پھر گھر میں آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کو عشاء پڑھا کر گھر میں آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ (مسلم ۷۳۰)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ سنن ونوافل کو گھر میں ادا فرماتے تھے، الا یہ کہ کوئی رکاوٹ حائل ہوجائے، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ فرائض مسجد میں ادا کرتے تھے الا یہ کہ سفر، بیماری وغیرہ کی وجہ سے مسجد میں جانے سے رکاوٹ پیدا ہوجائے"۔ (زادالمعاد ۱/ ۲۹۸)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نمازوں کے گھر میں ادا کرنے کی ترغیب اس لئے فرمائی ہے تاکہ عبادت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ، ریا ونمود سے دور اور عمل کو برباد کردینے والی چیزوں سے محفوظ ہو، نیز ان عبادات سے گھر میں خیر وبرکت پیدا ہو، رحمت الٰہی اور فرشتوں کا نزول ہو اور شیطان اس گھر سے بھاگ جائے"۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/ ۷۴)

(بقیہ صفحہ ۱۲ کا)

اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو بہلانے پھسلانے کی پوری کوشش کی مگر ناکام ونامراد رہا کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے خواب کی تعمیل کے لیے اپنے پیارے بیٹے اسماعیل کو حقیقت حال سے آگاہ فرمایا کہ "بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں آپ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کررہا ہوں" بتائیں آپ کی کیا مرضی ہے فرمانبردار واطاعت گزار بیٹے نے فوراً رضاء وتسلیم کا پیکر بن گیا اور کہا کہ اے ابا جان آپ وہ کر گزریں جسے من جانب اللہ آپ کو حکم ملا ہے چنانچہ باپ نے حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے جیسے ہی سیدنا اسماعیل پر چھری چلائی کہ رب ذوالجلال کی رحمت جوش میں آگئی اور ندا آئی کہ اے ابراہیم خبردار! بس تیرا امتحان مقصود تھا اور تم اپنے آزمائش میں کامیاب وکامران ہوگئے لہٰذا ہم نے تمہارے لیے ایک دنبہ بھیج دیا ہے تم اس کو ذبح کرکے اپنے خواب کی تعبیر پوری کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے اس پورے واقعہ کو دنیا میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے لیے ایک یادگار بنادیا اور قربانی کو واجب قرار دیا اسی طرح عیدالاضحیٰ کا دن وجود میں آیا نیز قربانی کو دین حنیف کا لازمی شعار قرار دیا گیا۔

لہٰذا اسلام کے پیروکاروں کا یہ وطیرہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنی قربانی کرتے ہوئے یہ احساس اپنے دل میں جاگزیں کریں کہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہم نہ صرف جانور بلکہ اپنا سب کچھ قربان کردیں گے اور تقرب الی اللہ کے لیے معصیت کو پورے طور سے ترک کرکے ہر امتحان وآزمائش کو اپنی روزمرہ کی عبادات اور اللہ پر توکل کرکے مقابلہ کریں گے اور آنے والے عشرہ ذی الحجہ میں خوب دلجمعی ویکسوئی کے ساتھ عبادت وریاضت کا اہتمام کریں گے اور صحیح معنوں میں کتاب وسنت کے سچے علمبردار اور دین وملت کے شیدائی بنیں گے۔

عیدالاضحیٰ میں مسلمانوں کو صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے جانور ذبح کرنے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جس سے کسی کو تکلیف نہ پہونچے. قربانی کے جانور کی آلائشیں ادھر ادھر عام راستوں میں ہرگز نہ پھینکیں. طہارت وپاکیزگی ہمارے ایمان کا حصہ ہے لہٰذا اپنی ایمانی غیرت کا ثبوت دیں اور مسلمانوں کے بدنامی کا سبب نہ بنیں اسی طرح جانوروں کے ساتھ بیہودہ قسم کی ریل بنانے وتصویرکشی سے اجتناب کریں اور سوشل میڈیا پر کسی بھی طرح کی ویڈیوز وفوٹوز نشر کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھیں. اپنے پڑوسیوں رشتہ داروں اور غرباء ومساکین کا خاص خیال رکھیں۔

☆☆☆

الشیخ/عبدالولی عبدالقوی، یوپی

سنن ونوافل فضائل واحکام

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له و أشهد أن محمدا عبده ورسوله و بعد:

نمازیں خواہ فرض ہوں یا نفل اللہ اور بندے کے مابین ایک مضبوط رشتہ استوار کرتی ہیں، یہ گناہوں کے لئے کفارہ، فواحش ومنکرات میں ملوث ہونے سے حفاظت کا سامان اور بروز قیامت عذاب الٰہی سے نجات کا ذریعہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں اور جملہ امور میں ہمارے لئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ سنن ونوافل کا غایت درجہ اہتمام فرماتے تھے اور امت کو اس کی ترغیب بھی دیتے تھے کیوں کہ بروز قیامت انھیں سنن نوافل کے ذریعہ فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے گا نیز ان کی پابندی محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلاته فان صلحت فقد أفلح و أنجح و ان فسدت فقد خاب و خسر فان انتقص من فريضته شيئا قال الرب عز وجل انظروا هل لعبدى من تطوع فيكمل بها ما انتقص من الفريضة ثم تكون سائر اعماله على هذا“

بروز قیامت بندہ مسلم سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ درست نکلی تو وہ کامیاب ہوگیا اور اگر خراب نکلی تو وہ ناکام ونامراد ہوگیا اور اگر اس کے فرض میں کچھ کمی رہی تو اللہ رب العزت فرمائے گا دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل نمازیں ہیں؟ تو اللہ رب العزت نوافل سے فرائض کی کمی کو پورا فرمادے گا، پھر تمام تر اعمال کا یہی حال ہوگا۔ (ترمذی ۴۱۳ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ترمذی ۱/ ۲۳۷)

نیز ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور بندہ کا فرائض کی ادائیگی کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور میرا بندہ نفل عبادات کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں....... (بخاری ۶۵۰۲)

سنتوں کی دو قسمیں ہیں: (۱) سنن مؤکدہ (۲) سنن غیر مؤکدہ

(۱) سنن مؤکدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نفل باقاعدگی اور اہتمام کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور انھیں بہت کم چھوڑتے تھے، انھیں سنن مؤکدہ یا سننِ راتبہ کہا جاتا ہے۔

سنن مؤکدہ کا پڑھنا انتہائی اہم اور ان کا چھوڑنا مکروہ ہے اور جو برابر چھوڑنے کا عادی ہو جائے، بعض اہل علم کے نزدیک وہ گناہ گار ہے، کیوں کہ برابر چھوڑنا بندہ مسلم کی دینی کمزوری اور لاپرواہی کی دلیل ہے۔ (الملخص الفقہی ص ۱۷۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو شخص سنن مؤکدہ برابر چھوڑتا رہے، یہ اس کی دینی کمزوری کی دلیل ہے اور امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اس کی گواہی غیر قابل قبول ہے“۔ (مجموع فتاوی ابن تیمیۃ ج ۲۳/ ۱۲۷)

❁ سنن مؤکدہ کی تعداد:

سنن مؤکدہ کی تعداد بارہ رکعت ہے:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”من صلى اثنتى عشرة ركعة فى يوم و ليلة بنى له بهن بيت فى الجنة“ جو شخص رات ودن میں بارہ رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ (مسلم ۷۲۸)

سنن ترمذی میں اس کی تشریح یوں وارد ہے:

”من صلى فى يوم و ليلة ثنتى عشرة ركعة بنى له بيت فى الجنة أربعا قبل الظهر و ركعتين بعدها و ركعتين بعد المغرب و ركعتين بعد العشاء و ركعتين قبل الفجر“

جو شخص رات ودن میں بارہ رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت اس کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد، اور دو رکعت فجر سے پہلے۔ (ترمذی ۴۱۵، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۱۳۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من ثابر على اثنتى عشرة ركعة من السنة بنى الله له بيتا فى الجنة : أربع ركعات قبل الظهر و ركعتين بعدها و ركعتين بعد المغرب و ركعتين بعد العشاء و ركعتين قبل الفجر“

جو شخص بارہ رکعت سنتوں پر ہمیشگی برتے، اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے

گا، چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت اس کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔ (ترمذی ۴۱۴، ابن ماجہ ۱۱۴۰ (صحیح عند الالبانی) دیکھئے: صحیح ترمذی ۱/ ۲۳۸)

سنت فجر کی خصوصیات :

(۱) سنت فجر جملہ سنن مؤکدہ میں افضل ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”**ركعتا الفجر خير من الدنيا و ما فيها**“ فجر کی دو رکعتیں دنیا اور دنیا کی تمام تر چیزوں سے بہتر ہیں۔ (مسلم، صلاۃ المسافرین باب استحباب رکعتی الفجر ۷۲۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل کا اس قدر التزام نہیں فرماتے تھے، جس قدر پابندی سے صبح کی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (بخاری ۱۱۶۹، مسلم ۷۲۴)

یہ التزام و پابندی اس سنت کی عظمت و اہمیت کی غماز ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سنت کو سفر میں بھی ترک نہیں فرماتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ”**و لم يكن يدعهما أبدا**“

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی دو رکعتوں کو (حضر وسفر) کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری، التہجد باب المداومۃ علی رکعتی الفجر ح ۱۱۵۹)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صرف فرض پر اکتفا کرتے تھے اور وتر اور سنت فجر کے علاوہ کوئی اور سنت نہیں پڑھتے تھے آپ ان دونوں نمازوں کو حضر وسفر کسی بھی وقت نہیں چھوڑتے تھے“۔ (زاد المعاد ۱/ ۴۵۶)

(۲) سنت فجر ہلکی پڑھنی مسنون ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

”**كان رسول الله ﷺ يخفف الركعتين اللتين قبل صلاة الصبح حتى انى لأقول : هل قرأ بأم الكتاب ؟**“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں اس قدر ہلکی پھلکی پڑھتے تھے کہ میں (اپنے دل میں) کہتی، کیا آپ نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے۔ (بخاری ۱۱۷۱، مسلم ۷۲۴)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر انتہائی ہلکی پڑھتے تھے، چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ رات کی نمازیں اور دیگر نوافل لمبی پڑھتے تھے، ان کے مقابل سنت فجر کو ہلکی پڑھتے تھے“۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/ ۹)

شیخ ابن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہلکی پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ دوسری نمازوں کے مقابلہ میں اسے ہلکی پڑھتے تھے، یہ مراد نہیں کہ آپ کوّے کی طرح چونچ مارتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے“۔ (حاشیۃ ابن قاسم ۲/ ۲۱۴)

(۳) مسنون ہے کہ سنت فجر کی پہلی رکعت میں ﴿**قل يا أيها الكافرون**﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿**قل هو الله أحد**﴾ پڑھا جائے:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں ﴿**قل يا أيها الكافرون**﴾ اور ﴿**قل هو الله أحد**﴾ پڑھا۔ (مسلم ۷۲۶)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شمار نہیں کرسکتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی بار نماز مغرب کے بعد اور نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں ﴿**قل يا ايها الكافرون**﴾ اور ﴿**قل هو الله أحد**﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ (ترمذی ۴۳۱، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، دیکھئے: صحیح ترمذی ۱/ ۲۴۸)

یا سنت فجر کی پہلی رکعت میں ﴿**قولوا آمنا بالله و ما أنزل الينا**﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿**قل يا أهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا ...**﴾ پڑھے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی دو رکعتوں میں ﴿**قولوا آمنا بالله و ما أنزل الينا**﴾ اور ﴿**تعالوا الى كلمة سواء بيننا و بينكم**﴾ پڑھتے تھے۔

(مسلم، صلاۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر........۷۲۷)

(۴) سنت فجر کے بعد دائیں پہلو لیٹ جانا:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھ لیتے تو اپنے دائیں پہلو لیٹ جاتے۔ (**بخاری، التهجد باب الضجعة على الشق الأيمن بعد ركعتى الفجر ح ١١٦٠**)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس مسئلہ میں سب سے درست بات جو کہی گئی ہے وہ یہ ہے جسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے جس کی تفصیل یوں ہے: سنت فجر کے بعد لیٹنا اس شخص کے حق میں مسنون ہے جو رات میں تہجد پڑھتا ہو، کیوں کہ اسے آرام کرنے کی ضرورت ہے، لیکن جس کا حال یہ ہو کہ وہ لیٹتے ہی سو جائے گا اور پھر ایک لمبے وقت کے بعد ہی بیدار ہو سکے گا، تو سنت فجر کے بعد لیٹنا اس کے حق میں مسنون نہیں ہے کیوں کہ یہ واجب کے چھوڑنے کا سبب ہوگا“۔ (الشرح الممتع ۴/ ۱۰۰)

سنت فجر کے بعد فریضہ فجر کے علاوہ کوئی نماز نہیں:

اُم المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی ہلکی دو رکعتوں کے سوا کچھ بھی نہ پڑھتے تھے۔ (مسلم۷۲۳)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر اور فریضہ فجر کے درمیان کوئی نفل نہیں پڑھتے تھے، چنانچہ بہت سے لوگوں کا یہ عمل کہ وہ سنت فجر کے بعد نماز فجر کے قائم ہونے تک نوافل پڑھتے رہتے ہیں، سراسر سنت نبوی کے خلاف، بدعت ہے جس سے ہر مسلمان کو اجتناب کرنا چاہیئے، افضل ہے کہ اس وقت کو قرآن کریم کی تلاوت، ذکرواذکار اور دعا میں مشغول رکھا جائے، جو شرعا درست ہیں۔

جیسا کہ فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

”اذان فجر کے بعد سنت فجر کے علاوہ کوئی نفل مشروع نہیں ہے اور یہ سنت فجر تحیۃ المسجد کی جانب سے بھی کفایت کرتی ہے، البتہ اگر نمازی نے سنت فجر گھر میں پڑھ لی ہو اور اقامت سے پہلے مسجد پہنچے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے“۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۷/۲۴۳)

❁ **سنت فجر کی قضا** : جس سے سنت فجر فوت ہو جائے تو اس کی قضا نماز فجر کے بعد یا سورج کے بلند ہونے کے بعد کر لے۔

قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے (حجرہ مبارکہ) سے باہر تشریف لائے، نماز (فجر) کے لئے اقامت کہی گئی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ہماری جانب متوجہ ہوئے، تو مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر وائے قیس! کیا ایک ساتھ دو نمازیں؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے فجر سے پہلے کی دو رکعت سنتیں نہیں پڑھی تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب تو کوئی بات نہیں ہے۔ (ترمذی ۴۲۲ (صحیح عند الالبانی)، دیکھئے: صحیح سنن الترمذی ۱/۱۳۳)

قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز فجر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: صبح کی نماز دو رکعت ہے، تو اس آدمی نے کہا: میں نماز فجر سے پہلے کی دو رکعت سنتوں کو نہیں پڑھ پایا تھا، تو اب میں ان کو پڑھ رہا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ (ابوداؤد ۱۲۶۷ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۲۳۶ ح ۱۱۲۸)

یا سورج بلند ہونے کے بعد پڑھے :

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”**من لم يصل ركعتى الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس**“ جس نے فجر کی دو رکعتیں (سنت) نہ پڑھی ہوں، تو وہ سورج طلوع ہونے کے بعد ان کو پڑھ لے۔ (ترمذی ۴۲۳ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح سنن الترمذی ۱/۱۳۳)

❁ **سنن مؤکدہ کا وقت** : فرض نماز سے پہلے کی سنت مؤکدہ کا وقت اس نماز کا وقت داخل ہونے سے لے کر فرض کے قائم ہونے تک ہے اور بعد کی سنت مؤکدہ کا وقت فرض نماز کے بعد سے اس نماز کا وقت ختم ہونے تک ہے۔ (الشرح الکبیر ۴/ ۱۴۷)

مثلا نماز ظہر سے پہلے کی سنت مؤکدہ کا وقت نماز ظہر کا وقت داخل ہونے سے لے کر نماز ظہر کے قائم ہونے تک ہے اور بعد کی سنت مؤکدہ کا وقت نماز ظہر کا وقت ختم ہونے تک ہے۔

❁ **سنن مؤکدہ کی قضا**: جس شخص سے کوئی سنت مؤکدہ فوت ہو جائے اس کے لئے اس کی قضا مسنون ہے، بشرطیکہ وہ سنت مؤکدہ کسی عذر کی بنا پر فوت ہوئی ہو تو وہ شخص اس کی قضا کر لے، لیکن اگر اس نے عمدا ترک کر دیا ہو یہاں تک کہ اس کا وقت نکل گیا تو اس کی قضا درست نہیں ہے اور اس پر کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔ (الشرح الممتع ۴/۱۰۲)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے آخری حصہ میں آرام کے لئے اترے، ہم بیدار نہ ہو سکے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہو کر فرمایا: ہر شخص اپنی سواری کی نکیل پکڑے (اور آگے بڑھے) کیوں کہ اس جگہ پر شیطان ہے، صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر نماز فجر کے لئے اقامت کہی گئی تو نماز فجر ادا کی۔ (مسلم ۶۸۰/ ۳۱۰)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”**يا ابنة أبى أمية ! سألت عن الركعتين بعد العصر ٗ انه أتانى أناس من بنى عبد القيس بالاسلام من قومهم فشغلونى عن الركعتين اللتين عبد الظهر فهما هاتان**“

اے امیہ کی بیٹی! تو نے مجھ سے نماز عصر کے بعد میرے دو رکعتوں کے پڑھنے کی بابت پوچھا ہے (تو اس کا سبب یہ ہے) کہ میرے پاس بنی عبد القیس کے کچھ لوگ اپنی قوم سے مسلمان ہو کر آ گئے اور نماز ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے مجھے مشغول کر دیا، وہی یہ دو رکعتیں ہیں جو میں اب پڑھ رہا ہوں۔ (مسلم ۸۳۴)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر سنن مؤکدہ فوت ہو جائیں، تو ان کی قضا مستحب ہے۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/ ۱۲۷)

مذکورہ دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت فجر اور نماز کے بعد کی دو رکعتوں کی قضا کی، چنانچہ انھیں پر قیاس کرتے ہوئے باقی سنن مؤکدہ کی قضا بھی درست ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر بھول یا نیند کی وجہ سے سنن مؤکدہ کا وقت نکل جائے، تو ان کی قضا درست ہے کیوں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے عموم میں داخل ہیں:

”من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها اذا ذكرها“

جو شخص کسی نماز سے سو جائے یا اسے بھول جائے تو یاد آنے پر اسے پڑھ لے۔

نیز ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی (مذکورہ) حدیث بھی اس امر کے لئے دلیل ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کے بعد کی دو سنتوں سے مشغول رہ گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد اس کی قضا کی۔

اور اگر سنن مؤکدہ جان بوجھ کر چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس کا وقت فوت ہو جائے، تو اس کی قضا نہیں ہے، کیوں کہ سنن مؤکدہ وقت متعین کے ساتھ مسنون ہیں اور جب بندہ مسلم اس طرح کی عبادات کو جو وقت متعین کے ساتھ مشروع ہوں، جان بوجھ کر اس کے وقت سے نکال دے تو پھر اس کی ادائیگی غیر قابل قبول ہے۔

(مجموع فتاوی محمد بن صالح العثیمین ۱۴/۲۸۳)

(۲) سنن غیر مؤکدہ:

یہاں پر کچھ سنتیں ایسی ہیں جو غیر مؤکدہ ہیں، اگر بندہ مسلم انھیں پڑھے تو اس کے حق میں بہتر ہے۔

(۱) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:” **بين كل أذانين صلاة، بين كل أذانين صلاة، قال في الثالثة : لمن شاء** “ ہر دو اذانوں (یعنی اذان واقامت) کے بیچ نماز ہے، ہر دو اذانوں کے بیچ نماز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا: جو شخص چاہے۔

(بخاری ۶۲۷، مسلم ۸۳۸)

(۲) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر و أربع بعدها حرمه الله على النار “ جو شخص نماز ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعت سنتوں کی پابندی کرے، اللہ اس کو جہنم پر حرام کر دے گا۔ (ترمذی ۴۲۸، ابو داؤد ۱۲۶۹ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۲۳۶)

(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:” **رحم الله امرءا صلى قبل العصر أربعاً** “ اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔ (ابو داؤد ۱۲۷۱، ترمذی ۴۳۰ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۲۳۶ ح ۱۱۳۲)

(۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔ (مسلم ۸۳۶)

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب مدینہ منورہ میں مؤذن مغرب کی اذان دیتا، تو صحابہ کرام ستونوں کی جانب جلدی کرتے اور دو رکعت پڑھتے، یہاں تک کہ اگر کوئی اجنبی آدمی مسجد میں داخل ہوتا، تو وہ ان دو رکعتوں کے پڑھنے والواں کی کثرت کی وجہ سے یہ سمجھتا کہ نماز ختم ہو گئی ہے۔

(بخاری ۶۲۵، مسلم ۸۳۷، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:” **صلوا قبل صلاة المغرب، قال في الثالثة : لمن شاء** “ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا: نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا: جو چاہے۔ (بخاری، التہجد باب الصلاۃ قبل المغرب ح ۱۱۸۳)

❁ فرض اور نفل کے مابین گفتگو یا جگہ تبدیل کر کے فرق کیا جائے:

مسنون ہے کہ نمازی فرض اور نفل کے درمیان گفتگو یا جگہ تبدیل کر کے فرق کرے۔

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معاویۃ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: جب تم جمعہ کی نماز پڑھو تو تم اس کو کسی نماز سے نہ ملاؤ، یہاں تک کہ گفتگو کر لو یا اس جگہ سے دوسری جگہ نکل جاؤ، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا حکم دیا اور فرمایا:” **أن لا توصل صلاة بصلاة حتى نتكلم أو نخرج** “

کسی نماز کو کسی نماز کے ساتھ نہ ملایا جائے، یہاں تک کہ ہم گفتگو کر لیں یا اس جگہ سے دوسری جگہ نکل جائیں۔ (مسلم ۸۸۳)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مستحب ہے کہ نوافل کی ادائیگی کے لئے فرض کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جایا جائے، افضل تو یہ ہے کہ گھر منتقل ہو جایا جائے، (اور وہاں پر سنت ادا کی جائے) ورنہ مسجد ہی میں دوسری جگہ منتقل ہو جایا جائے تا کہ بندہ مسلم کے سجدہ کی جگہیں زیادہ ہوں اور نفل فرض سے جدا ہو جائے“۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/۱۸۰)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نفل و فرض کے درمیان فرق کرنا مسنون ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور عوام الناس کے اس فعل سے گریز کیا جائے کہ وہ سلام کو سنت کی دو رکعتوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کی خلاف ورزی ہے“۔ (مجموع فتاوی ابن تیمیۃ ۲۴/۲۰۲)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أيعجز أحدكم أن يتقدم أو يتأخر أو عن يمينه أو عن شماله في

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

رپورٹ: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی
شعبۂ تنظیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر

ملکی وملی مسائل سے متعلق اہم قراردادیں منظور

پہلگام میں دہشت گردی کی سخت مذمت اور اس کے خلاف آپریشن سندور پر مکمل اتفاق واتحاد اور ملک کی مسلح افواج سے اظہار یکجہتی، مملکت انسانیت سعودی عرب کی خطے میں حالات معمول پر لانے کی مساعی جمیلہ کی تحسین وتعریف

☆ تقریبا پورے ملک کیرلا سے لے کر آسام تک سے موقر اراکین عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات کی شرکت ☆ ملک وملت، جماعت اور انسانیت سے متعلق اہم مسائل پر غور وخوض اور دعوتی وتنظیمی امور سے متعلق اہم فیصلے ☆ امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظه الله نے اپنے پُرمغز وچشم کشا اورایمان افروز توجیہی وتذکیری خطاب میں عقیدۂ توحیدکی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ و طہارت، اتحاد ویکجہتی، اخوت و بھائی چارہ، حسن اخلاق اور اعتدال و وسطیت کی اہمیت و ضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالی۔ علاوہ نیز فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نوازوروشن تعلیمات سے برادران وطن کوروشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا۔ علاوہ ازیں ہر طرح کی دہشت گردی، بد امنی ومذہبی منافرت اوراشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر و ضبط، ہمت وحوصلہ، حکمت ودانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی اوراخلاص، توبہ وانابت، تزکیہ نفس اوردلوں کی اصلاح کرنے کی اپیل ودعاکی۔ ☆ مؤقر ہاؤس نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ٩-١٠/ نومبر ٢٠٢٤ء کو دہلی میں منعقد ہوئی پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس اور اہل حدیث کمپلیکس میں منعقد ٤-١٠/ مئی ٢٠٢٥ء پندرھواں آل انڈیا دورۂ تدریبیہ (ریفریشر کورس) برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے کامیاب انعقاد پر ذمہ داران خصوصا امیر محترم کو مبارکباد پیش کی۔ ☆ ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی اپنی ناسازی طبع کے باوجود شریک اجلاس ہوئے اور انہوں نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کارکردگی اور کانفرنس کی رپورٹ پیش کی، جس کی شرکائے اجلاس نے توثیق کی اور مولانا کی صحت وعافیت کے عینی مشاہدہ پر خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔ ☆ قرار داد میں پہلگام میں دہشت گردی کی سخت مذمت کی گئی اور اس کے خلاف آپریشن سندور پرمکمل اتفاق واتحاد پراطمینان اورملک کی مسلح افواج سے اظہاریکجہتی کیا گیا اور مملکت انسانیت سعودی عرب کی خطے میں حالات معمول پر لانے کی مساعی جمیلہ کی تحسین وتعریف کی گئی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی موقر مجلس عاملہ کا یہ اہم اجلاس مورخہ ۱۰/مئی ۲۰۲۵ء مطابق ۱۱/ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ بروز ہفتہ بوقت ۱۰/بجے صبح زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا، جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے معزز اراکین عاملہ، ذمہ دارانِ صوبائی جمعیات اور مدعوئین خصوصی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

(۱) خطاب امیر
(۲) گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق
(۳) رپورٹ ناظم عمومی

(۴) رپورٹ ناظم مالیات

(۵) موجودہ حالات اور موجودہ لائحہ عمل پر غور وخوض

(۶) دعوتی وتنظیمی مسائل پر غور وخوض

(۷) پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تاریخ کی تعیین اور تیاریوں کے سلسلے میں غور وخوض

(۸) جمعیت کے مالی استحکام پر غور وخوض

(۹) دیگر امور باجازت صدر

اجلاس کا آغاز حافظ کلیم اللہ سلفی صاحب نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کا خطاب ہوا، جس میں انہوں نے تمام حاضرین کا خیر مقدم کیا پھر جامع ترین تذکیری وتوجیہی خطاب فرمایا اور عقیدۂ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ وطہارت، اتحاد ویکجہتی، اخوت و بھائی چارہ، حسن اخلاق اور اعتدال و وسطیت کی اہمیت وضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز وروشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا۔ علاوہ ازیں ہر طرح کی دہشت گردی، بدامنی ومذہبی منافرت اور اشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحوصلہ، حکمت ودانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی اور اخلاص، توبہ وانابت، تزکیہ نفس اور دلوں کی اصلاح کرنے کی اپیل ودعا کی۔

بعد ازاں نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا محمد علی مدنی صاحب کے ذریعہ گزشتہ اجلاس عاملہ کی رپورٹ کی خواندگی عمل میں آئی، جس کی شرکاء اجلاس نے توثیق کی۔

بعد ازاں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی جو اپنی ناسازی طبع کے باوجود شریک اجلاس ہوئے اور انہوں نے مورخہ ۴/اگست ۲۰۲۴ء تا ۱۰/مئی ۲۰۲۵ء اللہ تعالیٰ کی بے پایاں توفیق و مدد، امیر محترم کی شبانہ روز مخلصانہ مساعی وفکرمندی اور احباب واراکین کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مختلف شعبہ جات مثلاً شعبہ استقبالیہ، شعبہ دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ نشر واشاعت، شعبہ تنظیم، شعبہ افتاء ومجلس تحقیق علمی، مکتبہ ترجمان، میڈیا سیل، سوشل میڈیا ڈیسک، شعبہ احصائیات، شعبہ تعمیرات وشعبہ مالیات، شعبہ رفاہ عامہ، شعبہ قومی وملی امور وغیرہ کے تحت انجام دی گئی خدمات اور سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ پیش کی جس پر اراکین نے اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔ اور مولانا کی صحت وعافیت اور توانائی کا عملی معائنہ پر خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے جمعیت اور کانفرنس کے حسابات پیش کیے جن پر ہاؤس نے اطمینان واعتماد کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا گیا اور مستقبل میں دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی، رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص بجٹ سالانہ اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارتوں کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس میں انسانیت، قوم وملت، عالمی مسائل سے متعلق اہم قراردادیں اور تجاویز پاس ہوئیں، جن میں عقیدۂ توحید کی اہمیت وافادیت، دنیا میں امن وشانتی کے قیام کے لئے بین مذاہب مکالمہ کی ضرورت پر زور، اسلامی تعلیمات سے متعلق بے بنیاد غلط فہمیوں کے ازالے اور علماء، ملی تنظیموں کے سربراہوں اور ذمہ داران سے ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی سے گریز کرنے کی تاکید اور باہمی تعاون کی اپیل کی گئی۔

قرارداد میں وقف ترمیمی ایکٹ کو آئین ہند کے منافی اور اسے ملک کی سب سے بڑی اقلیت کی وقف املاک میں مزید ناجائز قبضوں کا راستہ ہموار ہونے کے مترادف قرار دیتے ہوئے اس قانون کو کالعدم کرنے کی پُرزور اپیل اور این سی ای آر ٹی کی نصابی کتابوں سے مسلم بادشاہوں کی ہندوستانی تاریخ اور ان کے ملک کے لئے کارناموں کے ابواب کو حذف کرنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ملک کے لئے نقصان دہ قرار دیا گیا۔ علاوہ ازیں ملک کی بعض ریاستوں میں مدارس کو غیر قانونی اور ان کی تعلیم کو غیر مفید وغیر معیاری قرار دے کر بند کرنے کے اقدام کو اقلیتوں کے آئینی حق کو سلب کرنے کی کوشش اور اتراکھنڈ میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کو آئین مخالف قرار دیا گیا۔

اسی طرح اردو سے متعلق عدالت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے قرارداد میں تحفظ مذہبی مقامات ایکٹ ۱۹۹۱ء پر عمل کو یقینی بنانے کے لئے مرکزی حکومت اور عدالتوں سے اپیل کی گئی۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں بڑھتی مہنگائی، بے روزگاری، ناخواندگی اور عدم تحفظ کو ملک کے سنگین مسائل قرار دیتے ہوئے حکومتوں سے ان عوامی مسائل پر قابو پانے کے لئے مؤثر اقدامات کرنے کی اپیل کی گئی۔ عاملہ کی قرارداد میں قومی میڈیا سے اپنی ذمہ داری غیر جانبدارانہ طریقے سے نبھانے اور اشتعال انگیز بیانات کو کوریج نہ دینے کی اپیل کی گئی۔ قرارداد میں واضح کیا گیا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، اس لئے اس کو کسی مذہب سے جوڑنا سراسر غلط ہے۔ پہلگام دہشت گردانہ حملہ کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے مجرمین کو سخت سزا دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے سیاحوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مؤثر وٹھوس اقدامات کرنے پر زور دیا گیا اور اپنی جان پر کھیل کر ان کی جان بچانے اور زخمیوں

اور پسماندگان کی خدمت اور پناہ دینے والے کشمیریوں کی ستائش وتحسین کی گئی۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں ملک وملت کے صاحب ثروت حضرات سے ایسے عصری ودینی اداروں کے قیام کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے جہاں ملت کے بچے اور بچیاں اسلامی شعائر کی پابندی کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں۔ علاوہ ازیں قرارداد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ہفت روزہ ریفریشر کورس کے انعقاد کی ستائش اور اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا گیا۔ اور ۳۵ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بہر طور پر کامیاب ترین کانفرنس قرار دیا گیا۔ سعودی عرب ہند تجارتی تعلقات کو وسعت دینے کو خوش آئند قدم قرار دیا گیا۔ اسی طرح قرارداد میں ملک وملت اور جماعت کی سرکردہ شخصیتوں کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا ہے۔

مجلس عاملہ کی میٹنگ میں کہا گیا کہ جنگ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں لہٰذا فریقین کو مذاکرات کے ذریعہ اپنے متعلقہ تنازعات اور مسائل کو حل کرلینا چاہئے اور اجلاس نے ہندو پاک کے درمیان جاری کشمکش، کشیدگی اور جھڑپوں کو ختم کرنے اور خطے میں امن اور پرسکون ماحول بنانے کی مملکت انسانیت سعودی عرب کی مساعی جمیلہ کو سراہا اور اس کی تحسین کی اور اپنے اس ایقان واذعان کا اظہار کیا کہ مملکت سعودی عرب نے جس طرح دیگر براعظموں میں باہم دست وگریبان ممالک کے درمیان مصالحت ومفاہمت کی کوشش کرتی رہی ہے اسی طرح برصغیر میں بھی اپنا مصالحتی کردار ادا کرے گی اور اس کی مصالحتی کوششیں ان شاء اللہ رنگ لائیں گی۔ کیونکہ سعودی عرب کے وطن عزیز سے تعلقات دیرینہ وبہتر سے بہتر رہے ہیں۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں اقوام عالم سے اسرائیل کے ذریعہ معصوم بچوں اور عورتوں کے اجتماعی قتل ونسل کشی پر روک لگانے اور اسرائیل کو عالمی قوانین کا پابند بناتے ہوئے فلسطینیوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی وہاں بازآبادکاری اور راحتی سامان واشیاء کی رسد کو یقینی بنانے کی اپیل کی گئی ہے۔

قرارداد کا متن:

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عقیدۂ توحید کو حرز جان بنانے، اپنے مذہبی شعائر پر مضبوطی سے قائم رہنے اور دیگر احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ انجام دہی کی تلقین اور تاکید کرتے ہوئے فتنے کے زمانے میں کتاب وسنت کی تعلیمات کی نشرواشاعت اور اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں بے بنیاد غلط فہمیوں اور شبہات کے ازالہ کو وقت کی اہم اور ناگزیر ضرورت قرار دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بین مذاہب ڈائیلاگ کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اقوام عالم سے اپیل کرتا ہے کہ وہ امن وآشتی وبقائے باہم کی ضرورت واہمیت کو سمجھتے ہوئے اس جانب توجہ دیں اور کسی بھی مسئلہ کو ذاتی مفادات کی بجائے انسانیت کے وسیع تر مفادات کے نظریے سے دیکھیں تاکہ یہ دنیا اخوت وبھائی چارگی اور امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکے اور روز افزوں مشکلات سے نجات پاجائے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملی وسماجی تنظیموں، جماعتوں، علماء کرام اور اداروں کے ذمہ داران سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر الزام تراشی سے گریز کریں اور اہم ملی وجماعتی امور کے حل میں باہمی صلاح ومشورہ اور آپسی تعاون سے کام لیتے ہوئے متفقہ رائے بنانے کی کوشش کریں۔ تاکہ ملی وحدت واجتماعیت قائم رہے اور یہ امت انتشار باہمی سے محفوظ رہ سکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حالیہ وقف ترمیمی ایکٹ کو دستور ہند کی روح کے منافی قرار دیتے ہوئے اس کے نفاذ کو مسلم امہ کے لیے سخت نقصان دہ قرار دیتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ وقف املاک میں خرد برد اور ناجائز طریقے سے قبضوں کا راستہ ہموار ہوگا، اوقاف کی زمینیں یا ان پر بنی عمارتیں محفوظ نہیں رہیں گی۔ اور وقف جوکہ خالص ایک شرعی مسئلہ ہے اس میں بیجا مداخلت کی جاسکے گی۔ اس لیے یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بلاتاخیر اس قانون کو کالعدم قرار دے کر آئین ہند کی روح کو باقی رکھنے کی ذمہ داری نبھائے اور جو افراد وقف اراضی پر قابض ودخیل ہیں یا ان کے ساتھ خیانت کررہے ہیں ان کو قرارواقعی سزا دے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس این سی ای آر ٹی (NCERT) کورس سے مسلم حکمرانوں کی تابناک تاریخ کے حصوں کے حذف کیے جانے کو ہندوستان کی روشن تاریخ کو مسخ کرنے سے تعبیر کرتے ہوئے اس پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس طرح کی کارروائیوں سے احتراز کرے اور وطن عزیز کی روشن تاریخ کو مسخ ہونے سے بچائے کیونکہ یہ کسی بھی طرح ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ اور نہ ہماری تاریخ وسنسکرتی سے میل کھاتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ مدارس اسلامیہ قوم وملت کے خادم ہیں اور غریب بچوں کی تعلیمی کفالت میں اہم کردار ادا کررہے ہیں اس کے باوجود بعض صوبائی حکومتیں ان کی تعلیم کو غیر معیاری اور غیر قانونی بتا کر انہیں بند اور منہدم کررہی ہیں جوکہ غریب بچوں کے مستقبل سے کھلواڑ اور آئین کے ذریعہ اقلیتوں کو اپنی پسند کے مطابق ادارہ قائم کرنے کا جو اختیار دیا ہے اس کو سلب کرنے کی کوشش ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اتراکھنڈ حکومت کے ذریعہ یکساں سول کوڈ کے نفاذ کو آئین میں درج بنیادی حقوق کی صریح خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے اس

کو واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے یعنی حکومت کا کوئی مذہب نہیں ہے اور لوگ کسی بھی عقیدے کی پیروی کرنے کے لیے آزاد ہیں اور انہیں پورے طور پر مذہبی آزادی حاصل ہے۔ علاوہ ازیں جب ملک میں ایک اختیاری سول کوڈ پہلے سے موجود ہے تو یونیفارم سول کوڈ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عدالت عظمیٰ کے اس فیصلہ کا صمیم قلب سے خیر مقدم کرتا ہے جس میں اس نے واضح کیا ہے کہ اردو کوئی غیر ملکی زبان نہیں ہے بلکہ اس کی جڑیں ہندوستانی سرزمین میں پیوست ہیں، کیونکہ یہ یہیں پیدا ہوئی اور یہیں پلی بڑھی۔ یہ مختلف ثقافتوں کے باہمی رابطے سے وجود میں آئی اور وقت کے ساتھ شاعری، ادب اور تہذیب کی ایک اعلیٰ زبان بن گئی۔ مؤقر عدالت نے اس بات پر بھی زور دیا کہ زبان کا بنیادی مقصد رابطہ ہے نہ کہ لوگوں کو تقسیم کرنا اسی طرح زبان کسی مذہب کی نمائندگی نہیں کرتی۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس تاریخی مذہبی مقامات تحفظ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے باوجود فرقہ وارانہ عناصر کے ذریعہ آئے دن مذہبی مقامات کو متنازعہ بنانے کے رجحان کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے سراسر آئین کی خلاف ورزی تصور کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومتوں اور عدالتوں کو اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آئین وقانون کی بالادستی اور، امن وامان فضا قائم رہے نیز ملک کی سیکولر شبیہ کو بھی نقصان نہ پہنچے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ بڑھتی مہنگائی، بے روزگاری، ناخواندگی اور عدم تحفظ ملک کے سنگین مسائل ہیں ان کو حل کئے بغیر ملک کی ترقی ممکن نہیں لہٰذا یہ اجلاس حکومتوں اور تمام سیاسی پارٹیوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مذکورہ مسائل کے حل میں موثر کردار ادا کریں اسی طرح عوام الناس سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نفرت کی کاشت کرنے والوں اور سماج کو بانٹنے والوں سے ہوشیار رہیں اور متحد ہوکر موجودہ حالات میں اجتماعی ومعاشی مسائل پر دھیان دیں اور نفرت کی سیاست کو درکنار کرکے آپسی بھائی چارے کو فروغ دیں اور ترقیاتی کاموں کو مدعا بنائیں۔

☆ آپسی بھائی چارہ، قومی یکجہتی، باہمی تعاون وہمدردی، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہنا وطن عزیز کے باشندوں کی دیرینہ شناخت رہی ہے جس نے ملک کی آزادی اور تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے لیکن بعض غلط عناصر بے بنیاد بیانات دے کر اور غلط ڈھنگ سے تاریخ سازی کرکے ملک کی اس شناخت کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ ایسے میں مجلس عاملہ کا یہ اجلاس جمہوریت کے چوتھے ستون یعنی میڈیا سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے بیانات اور تقریروں کو کوریج دینے سے احتراز کرے جو ملک کی بدنامی اور سماج میں ذہنی الجھن کا سبب بنتے ہیں بلکہ اسے اپنی ذمہ داری ایماندارانہ طریقہ سے نبھانی چاہیے تاکہ اس کا وقار واعتبار دونوں قائم رہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس پہلگام دہشت گردانہ واقعہ کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اس گھناؤنے عمل کے مرتکبین کو سخت سے سخت سزا دینے کا مطالبہ کرتا ہے اور اپنے اس موقف کا اعادہ کرتا ہے کہ دہشت گردی اور دہشت گرد کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس لئے اس کو کسی خاص فرقہ سے جوڑنا سراسر غلط ہے۔ نیز کشمیری بھائیوں نے جس طرح دہشت گردوں کا مقابلہ کیا اور جان کی بازی لگائی اور مرنے والوں اور زخمیوں کے ساتھ سلوک کیا اور مساجد سے لیکر سڑکوں تک دہشت گردوں کے خلاف آواز اٹھائی اور مذمت کی اس کو بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کشمیر میں سیاحوں ودیگر زائرین اور وہاں کے باشندوں کی جان ومال کے تحفظ کی خاطر سخت انتظامات کرے اور سماج دشمن عناصر کو اس ناخوشگوار واقعہ کو بہانہ بنا کر امن امان کی صورتحال بگاڑنے کی ہرگز اجازت نہ دے۔ علاوہ ازیں یہ اجلاس ان کشمیریوں کا بھی تہ دل سے شکرگزار ہے جنہوں نے جان جوکھم میں ڈال کر سیاحوں کی مدد کی اور انسانیت نوازی کا حق ادا کیا لیکن افسوس کہ ذرائع ابلاغ سے اسے کما حقہ کوریج نہیں ملا اور ذرائع ابلاغ نے اسے منفی رخ دینے کی کوشش کی۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس منشیات کے روز افزوں استعمال، عورتوں کی وراثت سے محرومی، جہیز کے بڑھتے رجحان، نوجوانوں کے ذریعہ سوشل میڈیا کا بیجا استعمال، فحاشی واباحیت پسندی، خودکشی، قتل جنین اور عورتوں کے استحصال کی مختلف صورتوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومتوں اور عوام سے اپیل کرتا ہے کہ صنف نازک کو ہر طرح سے تحفظ فراہم کیا جائے اور ایسے لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے جو اسے لباس کی آڑ میں خوف زدہ کرنے کی سعی نامشکور کر رہے ہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس قوم وملت کے صاحب ثروت وخوشحال لوگوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے معیاری اداروں کے قیام کو یقینی بنائیں جہاں مذہبی تشخص کو باقی رکھتے ہوئے بغیر کسی رکاوٹ کے ہماری تعلیمی ضرورت پوری ہو سکے اور ہماری بالخصوص ہماری بچیاں مخلوط تعلیم کے مفاسد سے محفوظ رہ سکیں۔ کیونکہ تعلیم کی اہمیت وافادیت وضرورت ہر زمانے میں ناگزیر رہی ہے۔ اس کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔

☆ مرکزی جمعیت کا یہ اجلاس ۳۵ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو موضوع

مکان اور مقاصد کے حصول اور حاضرین وسامعین اور مقررین ومقالہ نگاران ہر حیثیت سے کامیاب ترین کانفرنس قرار دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی جمعیت کے زیر اہتمام پندرہویں آل انڈیا ریفریشر کورس کے انعقاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے مرکزی جمعیت کی قیادت کو اس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس طرح کے تعلیمی، تربیتی اور دعوتی پروگرام وقتاً فوقتاً حسب ضرورت منعقد کیے جاتے رہیں گے تاکہ ملکی سطح پر ائمہ ودعاۃ کی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ انسانی خدمات کے میدان میں نمایاں کردار ادا کرسکیں۔ یہ پروگرام مرکزی جمعیت کے اغراض ومقاصد کا اہم حصہ ہونے کی وجہ سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

☆ مجلس عاملہ کے یہ اجلاس ہندوسعودی عرب کے تجارتی تعلقات میں گرمجوشی کو دونوں ملکوں کے لیے خوش آئند قرار دیتے ہوئے اس کا خیر مقدم کرتا ہے اور توقع کرتا ہے کہ یہ تعلقات مستقبل میں نئ اونچائیوں کو چھوئیں گے اور باہمی تعاون کا یہ سلسلہ دیگر میدانوں میں جاری وساری رہے گا جس سے دونوں ملکوں کے باشندے یکساں مستفیض ہوں گے اور ترقی کے منازل طے کریں گے۔

☆ مجلس عاملہ کا اس اجلاس کا احساس ہے کہ جنگ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں۔ فریقین کو مذاکرات کے ذریعہ متنازعہ امور کو حل کر لینا چاہیے کیونکہ دنیا ماضی میں ہونے والی جنگوں کا خطرناک انجام دیکھ چکی ہے اور گلوبلائزیشن کے دور میں جنگ سے فریقین ہی نہیں پوری دنیا متاثر ہوتی ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس شام کی ظالم حکومت کے خاتمے پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتا ہے لیکن اسرائیل کے ذریعہ شام کی وحدت وسلمیت کو نقصان پہنچانے، بلاجواز اس کی تنصیبات پر بمباری اور اس کے علاقوں پر قبضہ کو ظالمانہ کارروائی اور عالمی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی تصور کرتا ہے نیز اقوام عالم سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسے اس کے ظالمانہ توسیع پسندانہ عزائم سے باز رکھیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ظالم اسرائیل کے ذریعہ غزہ جنگ بندی معاہدہ کی خلاف ورزی اور اس کے نہتے باشندوں پر مسلسل بمباری اور انسانی امداد روک کر بھوک وپیاس سے تڑپ تڑپ کر مرنے پر مجبور کرنے کو اجتماعی نسل کشی اور دور حاضر کا سنگین ترین المیہ قرار دیتے ہوئے اقوام عالم سے قضیۂ فلسطین کو جلد از جلد عادلانہ وعاجلانہ حل کرنے اور فلسطینی عوام کے آئینی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کی اپیل کرتا ہے ۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس سابق ناظم وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو مفتی حبیب الرحمٰن فیضی کے صاحبزادے جناب عبید الرحمٰن سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند شیخ عطاء الرحمٰن مدنی، جامعہ اسلامیہ فیض عام کے ناظم اعلیٰ مولانا شفیع احمد حسامی، سابق نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند حافظ ذکی باڑی، جامعہ عالیہ عربیہ کے سابق استاذ مولانا ضیاء الحسن سلفی ، استاذ الاساتذہ مولانا محمد شفیق سلفی، صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال کے سابق ناظم اعلیٰ جناب سجاد حسین ، جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے ناظم اعلیٰ جناب مقبول الٰہی، جامعہ رحمانیہ بنارس کے سابق مؤقر استاذ ڈاکٹر خالد شفاء اللہ رحمانی، خطیب الاسلام مولانا عبد الرؤف رحمانی جھنڈانگری کے اکلوتے صاحبزادے عبد الرشید، ندوۃ المجاہدین کیرالا کے ناظم اعلی مولانا ایم محمد مدنی، جامعہ سلفیہ بنارس کے صدر مولانا شاہد جنید سلفی ، سابق نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند پروفیسر شمس الحق عثمانی ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر، شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور مولانا سید عاقل، اشاعت العلوم ، اکل کنواں کے بانی وناظم غلام محمد وستانوی، صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کے خازن الحاج سعید احمد، امیر محترم کے چچازاد بھائی حافظ انعام الحق جمیل احمد سلفی ، جناب حقائیل خان مہاراشٹر، سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ڈاکٹر سید عبد الحفیظ کے منجھلے صاحبزادے ڈاکٹر سید عبد الحکیم ، جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حسان کے چھوٹے بھائی مولوی محمد عفان خان، مولانا عبد الرشید ازھری مرحوم کی اہلیہ محترمہ ، جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کے مؤقر استاذ مولانا فضل حق مدنی ، سابق رکن مجلس شوریٰ الحاج عبد الرشید مرحوم کے منجھلے صاحبزادے بلال رشید، صالح محمد الیافعی کے بڑے بھائی انجنیر محمد مہدی الیافعی، چہار بنگلہ کے معروف تاجر جناب شمیم انصاری مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور سابق ناظم مالیات مرکزی جمعیت جناب اظہر وزیری کی اہلیہ محترمہ، جناب محمد شریف یمانی صاحب کے برادر نسبتی احمد کسادی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات اور اعمال صالحہ کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان اور اعزہ واقارب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جماعت و جمعیت اور قوم وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

جماعتی خبریں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم اور محترم ناظم عمومی کے دعوتی، تنظیمی، تعلیمی وجماعتی دورے اور اسفار: ۱۱/مئی ۲۰۲۵ء بروز اتوار مدرسہ اسلامیہ راگھو نگر بھوارہ، مدھوبنی بہار کے زیر اہتمام منعقدہ اجلاس عام وعلمی سیمینار میں امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے شرکت کی اور صدارتی خطاب فرمایا، احباب جماعت اور ارباب مدرسہ اسلامیہ سے دعوتی، علمی اور تعلیمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ اور بہت سے علماء، خطباء، مقررین وذمہ داران مدارس اور ذیلی جمعیات اہل حدیث کے ذمہ داران واراکین سے ملاقاتیں اور باتیں کیں۔ یہ عظیم الشان اجلاس ہر طرح سے کامیاب پروگرام تھا۔ ذمہ داران جامعہ، اساتذہ کرام، طلباء عزیز اور اراکین ومنتظمین سراپا حرکت ونشاط نظر آئے۔ محترم مولانا حافظ صغیر اور ڈاکٹر انیس الرحمٰن کنوینر صاحبان وغیرہ نے حسن استقبال اور ضیافت وتکریم کی مثال قائم کی۔ اس عظیم الشان اجلاس میں بہت سے معززین نے شرکت کی جن میں سرفہرست فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب، فضیلۃ الشیخ مولانا عزیز الرب فیضی صاحب، فضیلۃ الشیخ مولانا صلاح الدین مقبول صاحب، جماعت کے عظیم خطیب اور ملک کے معروف عالم دین مولانا خورشید عالم مدنی اور جمعیت کے ذمہ داران خصوصا جناب انجینئر سید اسماعیل خرم صاحب ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہلحدیث بہار و ناظم جامعہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، بہار وغیرہم شریک اجلاس رہے اور اپنے گراں قدر خطابات سے سب کو مستفید کیا۔

☆ ۲۴/مئی کو رادھنہ عنایت پور کھٹور میرٹھ میں ایک عظیم الشان اجلاس عام منعقد کیا گیا جس کی صدارت مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے کی۔ اس موقع پر اصلاح معاشرہ اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے کہا کہ مسلمانوں کی کامیابی شرعی احکام کی پابندی میں ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں فرائض سے غفلت عام ہوگئی ہے علماء وائمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام میں اسلامی احکام پر عمل کے لئے بیداری پیدا کریں۔ اس اجلاس عام سے مولانا جرجیس سراجی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی یوپی اور مولانا محمد ہارون سنابلی ناظم عمومی مرکزی جمعیت ہند نے خطاب کیا۔ اس اجلاس کی نظامت محمد راشد اثری نے کی اور خطبہ استقبالیہ مولانا عمر سلفی نے پیش کیا۔ امیر محترم کی دعا کے بعد مجلس کا اختتام ہوا۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی صدارت میں سرزمین ٹیالہ میں مدرسۃ المسلمین ایس آئی ڈی ماڈل اکیڈمی ٹیالہ ہاپوڑ کے زیر اہتمام امن وشانتی اور بھائی چارہ کے موضوع پر ۱۵/مئی بروز جمعرات ۲۰۲۵ء بعد نماز مغرب مدرسہ کے گراؤنڈ میں ایک عظیم الشان اجلاس ہوا۔ اس موقع پر مرکزی جمعیت کے امیر محترم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام اپنے متبعین کو سماج میں امن وشانتی کے ساتھ رہنے اور بھائی چارہ کو فروغ دینے کی تلقین کرتا ہے۔ اور مسلمان اسلام کی اس تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ کچھ لوگ ناخوشگوار واقعات کی آڑ میں اسلام اور مسلمانوں کو ہدف بناتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گردی سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ دہشت گردی سے اسلام اور مسلمانوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ غیر سماجی سرگرمیوں کا تعلق کسی فرد سے ہوسکتا ہے لیکن اسلام اور مسلمانوں سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس اجلاس عام سے مولانا محمد راشد اثری، مولانا محمد جرجیس سراجی، مولانا ہارون سنابلی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، مولانا کمال الدین سنابلی، مولانا راغب سنابلی، امام وخطیب مسجد اہل حدیث مظفر نگر وغیرہ نے خطاب کیا۔ اس اجلاس عام میں قرب وجوار کے علماء وائمہ اور عوام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

☆ مقامی جمعیت اہل حدیث آزاد نگر کے زیر اہتمام اور ضلعی جمعیت اہل حدیث سیونی کے زیر نگرانی مورخہ ۲۷/مئی بروز منگل ۲۰۵ء بمقام پرائم پیلیس بھارت پٹرول پمپ کے سامنے کانیواڑہ منڈلہ روڈ سیونی مدھیہ پردیش زیر صدارت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ایک روزہ احترام انسانیت کانفرنس منعقد ہوا۔ جس میں صدارتی خطاب فرماتے ہوئے امیر محترم نے کہا کہ اسلام نے انسان تو انسان جانوروں کے حقوق کا بھی خیال رکھنے کی تلقین کی ہے۔ انسانیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر انسان ایک دوسرے کے جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کرے، ایک دوسرے کا دل نہ دکھائے اور مذہبی جذبات کا خیال رکھے۔ امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب نے مزید کہا کہ اسلام زندگی کے ہر میدان میں احترام انسانیت کا حکم دیتا ہے۔ جان ومال کا تحفظ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے اور خلفاء راشدین اور دیگر مسلم حکمرانوں نے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا ہے، یہ اسلام کی احترام انسانیت کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اس کانفرنس سے جماعت کے دیگر علماء نے بھی خطاب کیا جناب مولانا ارشد صاحب کے تلاوت کلام پاک سے مجلس کا آغاز ہوا۔ اور خطبۂ استقبالیہ مولانا عبدالقدوس عمری نے پیش کیا جبکہ ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند جناب الحاج وکیل پرویز صاحب قائم مقام امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا نے تنگ دامانی وقت کی وجہ سے خطاب کرنے سے معذرت کی جو اس کے مہمان خصوصی تھے۔ نیز مولانا عبدالودود مدنی صاحب اور جلسے کے روح رواں جناب عبدالمقتدر پٹیل صاحب، جناب مقصد پٹیل صاحب، عبدالواسع پٹیل صاحب وغیرہ معززین علاقہ خطۂ سیونی موجود تھے۔ اور اس عظیم الشان اجلاس کے اہم خطیب فضیلۃ الشیخ عبدالعظیم عمری مدنی اور جرجیس سراجی جیسے معروف ومشہور مقررین تھے۔ مولانا عبدالحق عمری نے کانفرنس

کی نظامت کی۔ کانفرنس کے اختتام کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے جماعتی احباب سے تنظیمی و تعلیمی امور پر تبادلۂ خیال اور تعلیم کے فروغ پرزور دیا۔

اس موقع پر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، مولانا صادق الرحمٰن زیدی صاحب، جناب سلیم خان ٹھیکیدار صاحب، جناب عبدالقدیر صاحب، انجینئر عظمت اللہ شیخ صاحب وغیرہ کے علاوہ عوام وخواص بھاری تعداد میں موجود تھے۔

امیر محترم نے ناگپور کا دورہ کیا۔ جہاں پر احباب جماعت سے دعوتی و تعلیمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

☆ امیر محترم نے ۴/فروری ۲۰۲۵ء کو مدرسہ اسلامیہ سلفیہ موئڑا کوسی کے عظیم الشان اجلاس میں بحیثیت صدر مجلس شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اس موقع پر امیر محترم نے آس پاس کے کئی گاؤں کا دورہ کیا اور وہاں کی دینی و تعلیمی صورت حال کا جائزہ لیا۔ یہ سفر بنگلہ دیش کی سرحد تک ممتد رہا۔

☆ ۱۱-۱۲/فروری ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے اتر دیناج پور کے اجلاس میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اس موقع پر متعدد مدارس وجامعات کا معائنہ کیا اور مختلف مساجد میں دروس کا اہتمام فرمایا۔

☆ ۱۲/فروری ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے کھاری گوپال پور میں منعقد ضلعی جمعیت اہل حدیث اتر دیناج پور کے پروگرام میں شرکت کی۔

☆ ۱۱/اپریل ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے البرا ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی ممبئی کے زیر اہتمام پیغمبر پور دربھنگہ میں منعقد ایک روزہ تعلیمی بیداری کانفرنس میں بحیثیت صدر شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا اور حفظ پلس ابوبکر قرآن اکیڈمی کا افتتاح کیا۔

☆ ۱۵-۱۶/فروری ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے زیر اہتمام ناگپور اور برور میں منعقد اجلاس کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔ ان پروگراموں میں ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب آپ کے ہمراہ رہے۔

☆ امیر محترم نے ۱۲/اپریل ۲۰۲۵ء کو مشرقی چمپارن کے سسوا میں واقع ایک روزہ عظیم الشان اجلاس میں بحیثیت صدر مجلس شرکت کی اور خطاب کیا۔ اور واٹ گنج وغیرہ کی مساجد میں خطاب عام کیا اس خطاب میں امن وشانتی، بھائی چارہ اور قومی یکجہتی پر زور دیا، اور ہر طرح کے مظاہرے اور احتجاجات سے دور رہنا سلفی منہج کا امتیاز بتایا۔ لیکن بدقسمتی سے ایک انتہائی شاطر اور زرد صحافت کا پروردہ شخص نے آپ کی تقریر کے برخلاف گڑھ کر وقف ترمیمی بل کے سلسلے میں مذمت وغیرہ کی باتیں متعدد اخبارات میں شائع کرایا جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اس سفر میں امیر محترم نے بعض مساجد میں خطاب کیا اور احباب جماعت اور متعدد وفود سے ملاقات کی۔

☆ امیر محترم ۲۶/اپریل ۲۰۲۵ء کو جامعۃ الفلاح حیدر آباد کے جلسہ تقسیم اسناد میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

☆ ۶/مئی ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے پھولپور بسکو ہر بلرامپور میں منعقد ایک کانفرنس میں شرکت کی اور صدارتی خطاب فرمایا۔

☆ امیر محترم نے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے بینر تلے مکہ مکرمہ منعقد بناء الجسور بين المذاهب الاسلامية کے دوسرے سمٹ بعنوان: "نحو مؤتلف اسلامي فاعل "میں شرکت کی اور مقالہ پیش کیا۔

☆ امیر محترم نے ۲۷/فروری ۲۰۲۵ء کو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ اور مملکت کبوڈیا کے تعاون سے کمبوڈیا کی راجدھانی بنوم بنہ میں منعقد اسلام اور بودھ ازم سمٹ کی مرکزی نشست بعنوان ''التواصل الحضاري في خدمة الانسانية'' میں شرکت فرمائی اور افتتاحی پروگرام میں خطاب فرمایا اور مقالہ پڑھا۔

☆ امیر محترم نے ۲۰/فروری ۲۰۲۵ء کو مجلس حکماء المسلمین بحرین کے مؤتمر الحوار الاسلامی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

اس کے علاوہ متعدد ملی وسماجی اور رفاہی نشستوں و پروگراموں میں شرکت کی۔

ہمدرد جمعیت جناب الحاج لطیف الرحمن کوٹھا محلہ قاسم پورہ مئو کی اہلیہ کا انتقال پُر ملال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ ہمدرد جمعیت وسماجی کارکن جناب الحاج لطیف الرحمٰن کوٹھا صاحب محلّہ قاسم پورہ مئو کی اہلیہ محترمہ کا آج شام ساڑھے پانچ بجے انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت خلیق وملنسار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ بچوں کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے میں ممد ومعاون رہیں۔ جو ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ جنازے کی نماز مورخہ 27 /مئی 2025ء کو صبح ساڑھے دس بجے کھیری باغ کے صحن میں ادا کی گئی۔

پسماندگان میں الحاج لطیف الرحمٰن صاحب کے علاوہ چار بیٹے، تین بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے , پسماندگان و متعلقین کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ خاص طور سے الحاج لطیف الرحمٰن صاحب کو جو ھم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور میرا جب بھی مئو کا سفر ہوتا ہے ملنے کے لئے بے چین رہتے ہیں، نیز جماعت و جمعیت کے کاموں میں ھمیشہ پیش پیش رہتے ھیں خصوصا آل انڈیا اھل حدیث کانفرنس میں مئو کی پوری ٹیم کے ساتھ شریک ہوتے ھیں اور جو ذمہ داریاں انکو اور انکی ٹیم کو دی جاتی ہیں اسے بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں حتی کہ پیش آمدہ معاملات ومسائل میں بھی ذاتی طور پر اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ رب العالمین انھیں صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ (غم زدہ ودعا گو: اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

☆☆☆

عید قرباں کے مبارک موقع پر

اپنے سب سے بڑے متحدہ مرکز، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو اپنا تعاون ضرور پیش کریں۔

مرکزی جمعیت کے جملہ شعبہ جات الحمدللہ اپنی اپنی جگہ فعالیت کا مظاہرہ کرر ہے ہیں۔ تعمیراتی عزائم کی تکمیل بھی ہورہی ہے۔ دینی واصلاحی کتابوں کے نشرواشاعت میں زبردست پیش رفت جاری ہے۔ غرضیکہ تمام شعبے بحسن وخوبی اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، لیکن ان تمام کی فعالیت وسرگرمی کوتیز کرنے میں آپ حضرات کے مالی تعاون کا کردار بھی کم اہم نہیں رہا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تعمیراتی ودیگر سرگرمیوں کی تکمیل کے لئے مساجد کے ائمہ وخطباء حضرات سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے مرکزی جمعیت کے لئے تعاون جمع کر کے ممنون ومشکور ہوں اور مرکز کے ان عظیم کارہائے خیر میں کچھ نہ کچھ ہی سہی، ضرور حصہ لیں۔

تمام محسنین واہل خیراور جماعتی ہمدردی رکھنے والے حضرات سے پرخلوص گزارش ہے کہ قربانی کے مبارک موقع پراپنا ایثاروجذبہ اور چرم قربانی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو دینا ہرگز نہ بھولیں۔ جہاں کہیں بھی قربانی کریں جمعیت کو یادرکھیں۔ مرکزی جمعیت کے استحکام کے لیے اپنا تعاون چیک یا ڈرافٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نام سے بنوائیں اورامن وقانون اورصفائی ستھرائی کے تقاضوں کا خیال رکھیں۔

آپ کے بھرپور مالی تعاون کی منتظر

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔٦ Ph. 23273407